WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید

یا رب اس بار تو ہمیں ایسی عید دے
جو باہمی خوشی کی سب ہی کو نوید دے
جھگڑے، لڑائی اور سب بحران ہوں ختم
ہر لحظہ پاکستان کو خوشیوں کی نوید دے

"محبت ہَوا کی سائیں سائیں کی مانند ہوتی ہے نہ دکھائی دیتی ہے نہ پکڑ میں آتی ہے...... بس محسوس ہوتی ہے۔"

آہ یہ محبت......!

اس نے بمشکل اپنی جلتی ہوئی متورم آنکھیں کھول کر کمرے پہ نگاہ دوڑائی۔ ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پہ تھی اس کا کمرہ بڑا ہی آرگنائزڈ تھا ہمیشہ سے۔ دائیں جانب دیوار میں نصب لکڑی کی وارڈ روب اور اس کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل پہ سجا دمکتا گلاس مرر جس کے آگے دنیا کے بہترین پرفیومز کا ڈھیر بڑے سلیقے سے سجا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے ایک کونے میں سفید پھول جن کے پتے سبز تھے [illegible] لمبی ٹہنیاں کرسٹل کے شفاف گلدان میں بہت خوبصورت دکھائی دیتی تھیں دھرا تھا۔ اسی ٹیبل کے [illegible] کونے میں ایک فوٹو فریم تھا جس کے اندر ایک [illegible] تصویر [illegible] اس فریم کے عین سامنے ہارٹ شیپ [illegible] پنک کلر کے جیولری باکس بہت خوبصورتی سے دھرے گئے تھے۔ سامنے والی دیوار میں لکڑی کے مضبوط تختوں سے بنا ہوا بک ریک دھرا تھا جس کے کم و بیش دس گیارہ خانے تھے اس بک ریک میں انگریزی ادب کی Salviya plath تھامس ہارڈی ڈکنز شیکسپیئر ٹالسٹائی کی کتابیں اردو ادب میں راجہ گدھ آواز دوست زاویہ قطرہ قطرہ قلزم آگ کا دریا آخری شب کے مسافر الکھ نگری شہاب نامہ اور انشاء نامہ کی کتابیں کرنٹ افیئرز سے متعلقہ عمران خان کی میں اور میرا پاکستان 'My fueadal lord' بے نظیر کی سرگزشت سے لے کر دنیائے ادب کے تمام بڑے بڑے نام اور اینڈ پیس ٹرگنیف اور حمزہ رسول توف کی تصانیف موجود تھیں۔ ان کتابوں کے حجم کے آگے لکڑی کا وہ ریک چھوٹا معلوم ہوتا تھا۔

مگر بہر حال وہ بہت حوصلے سے علم کے اس ذخیرے کو اپنے اندر سموئے [illegible] تھا۔ اس کے ساتھ واش روم کا دروازہ تھا اور آخری [illegible] میں رائٹنگ ٹیبل رکھی تھی جس کے اوپر [illegible] باربی ڈول شیپ کا پین ہولڈر جس میں [illegible] پین اور مارکرز رکھے تھے لیپ ٹاپ [illegible] چقندر باڈی۔ ادھ کھایا Apple کا لوگو [illegible] نظر آتا تھا۔ اس کے آگے گھومنے والی کرسی رکھی تھی۔ [illegible] کے بعد کمرے کے وسط میں آخری دیوار کے ساتھ بیڈ بچھا تھا۔ جس پر گلابی رنگ کی خوبصورت بیڈ شیٹ بچھی تھی اور گہرے گلابی رنگ کا لحاف رکھا تھا۔

دیواروں پر بھی آرائش کی گئی تھی۔ بیڈ کے بالکل سامنے دیوار پر ایک نہایت دلکش پینٹنگ تھی جس میں موجود لکڑی کے تختوں سے بنا ایک بے پناہ خوبصورت گھر سبزہ زار میں تھا اور اس کے آگے ایک ندی بہہ رہی تھی۔ پیچھے بیک گراؤنڈ میں وسیع چٹانیں اور پہاڑ نظر آرہے تھے۔ اس گھر کی چھت تکونی تھی اور اس کی بند کھڑکیوں کے اندر سے بے پناہ روشنی پھوٹ رہی تھی۔

چناؤ کرنے والے کا کمال تو تھا ہی بنانے والے نے بھی شاہکار تخلیق کیا تھا۔

اور اس مکمل ادبی ذوق رکھنے والے ذی نفس کے کمرے میں اگر کسی چیز کی کمی تھی تو وہ ایک عدد گھڑی کی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شاید اسے وقت دیکھنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی یا پھر شاید اس کے نزدیک وقت اتنا غیر اہم تھا کہ اس کی زندگی میں کسی کلاک کسی کیلنڈر کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اس نے لحاف سے چہرہ باہر نکال کر کھڑکی کو گھورا جہاں سے سورج کی ایک مدھم سی کرن بھاری پردوں میں سے رستہ بناتی ہوئی اندر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور یہ ننھی سی کرن سیدھی اس کی آنکھوں میں پڑی تو اسے بے ساختہ درد کا احساس ہوا۔ اس نے دایاں ہاتھ لحاف سے باہر نکال کر انگلی کی پور سے آنکھوں کو چھوا اور اسے یاد آیا کہ رات وہ لینز اتارے بغیر سوگئی تھی اور اب آنکھیں سلگ رہی تھیں۔ اس نے دوسرا ہاتھ مار کے لینز کی ڈبیا سائیڈ ٹیبل سے ڈھونڈی اور اسی طرح لیٹے لیٹے لینز اتار کے ڈبیا میں موجود سلوشن میں ڈال کے اسے سائیڈ ٹیبل پر پھینک دیا جہاں وہ پانی کی بوتل سے ٹکرا کر الٹی گر گئی۔ اب اسے آنکھیں ملتے ہوئے گردن پر کچھ چبھنے کا احساس ہوا۔ اس نے ہاتھ لگا کے کچھ نکالا اور اسے بھی پھینک دیا۔ وہ ایک آواز کے ساتھ ٹیبل سے ٹکرا کر زمین پر گر گیا۔

اس نے لحاف اوپر کھینچا اور آنکھیں بھی بند کرلیں۔ اس نے اس سارے عمل کے دوران یہ دیکھنے کی زحمت نہ کی تھی کہ دن کا کون سا پہر ہے۔ مگر آنکھیں بند کرنے سے بھی دماغ وہیں رکا ہوا تھا۔ بالکل ویسے جیسے اس کی زندگی تھم گئی تھی۔ اتنی ٹھہری ہوئی کہ پانیوں میں کسی زندگی سے اب تعفن اٹھنے لگا تھا۔

وہ جانتی تھی کوئی اسے جگانے نہیں آئے گا اور آج نومبر کی اس کہر دھند سے لبریز صبح جبکہ سورج اپنی کمزور شعاعوں کو روئے زمین پر پھیلانے کی کوشش میں سرگرداں تھا اس کا دل چاہا ہمیشہ کے لیے سوجائے۔ اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

کوئی شخص کسی کی زندگی یوں کیسے برباد کرسکتا ہے؟

اک تیرا ہجر جو بالوں میں سفیدی لایا!
اک تیرا عشق جو سینے میں جواں رہتا ہے!

❀......❀......❀

"ملہا سلطان" اس دنیا میں معصومیت کی مجسم صورت..... اور اگر کوئی سادگی کا مقابلہ ہوتا تو یقیناً اول انعام اسے ہی ملتا اور درویش صفتی کی آج کے دور میں اگر کوئی وقعت ہوتی تو اسے لازماً کسی تخت کی ملکہ بنایا جاتا۔ من درویش ہو تو زندگی مکمل ہوجاتی ہے۔ دنیا کی چاہ ختم ہوجاتی ہے اور دنیا کی چاہ ختم ہوجائے تو راستے روشن اور تقدیریں مہربان ہوجاتی ہیں۔ مستزاد دنیا سے لاگ نہ ہونے کی بنا پر دین سے قربت بے پناہ تھی۔ چلتے پھرتے درود شریف کا ورد لبوں پہ جاری رہتا۔

ملک کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے سے اے لیول کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج میں ایڈمیشن لیا تو باوجود اس کے انگلش اسپوکن پاکمال تھی، کلاس میں ہمیشہ بیک بینچر ہی رہی۔ مزاج ہمیشہ سے introvert تھا۔ گھر میں ماحول تہذیب اور رکھ رکھاؤ والا تھا نہ کھل کر بات کرنے کی اجازت تھی نہ بے موقع و محل قہقہے لگانے کی، جس میں اس کی خواہشیں اور امنگیں اندر ہی دم توڑ گئیں۔ ہمیشہ اول پوزیشن پہ آنے کے باوجود غرور نام کا کیڑا دماغ میں نہ رینگ پایا۔

گھر ویل سیٹلڈ تھا..... آرام سے ایلیٹ کلاس میں شمار کیے جاتے تھے مگر ملہا کی سیکھ ایسی تھی کہ مصنوعی پن کبھی نہ آنے پایا۔ عادات میں اور پاپا نے ہمیشہ ایک ہی تربیت دی تھی۔

"لوگ کبھی خوب صورتی سے متاثر نہیں ہوتے ہمیشہ آپ کی گفتگو اور اخلاق انہیں بھاتا ہے۔ لوگوں کو اخلاق سے متاثر کردو یوں کہ ہمیشہ کے لیے ان کی یادداشت کا حصہ بن جاؤ۔"

اور وہ صدا کی فرمانبردار ان کی بات دل پہ نقش کرلی تھی اور ہمیشہ جب بولتی تو اگلے کو چپ کروا دیتی۔ احترام بھرا میٹھا لہجہ اور نرمی سے لبریز لفظ مقابل کو مقید کرلیتے۔

وہ ملہا سلطان تھی، اپنے پاپا کی سب سے بڑی بیٹی اور ان کا بازو! گریجویشن میں آئی تو انگریزی ادب اور نفسیات کو چنا۔ کالج میں نفسیات اردو میں پڑھائی جاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی اس نے انگلش میں منتخب کی۔ وجہ بڑی واضح تھی' ملک کے اس اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے میں پڑھنے والا بچہ دنیا کی ہر زبان کو مشکل سمجھ سکتا ہے سوائے انگلش کے۔

وہ اس زمانے میں جب کہ بچیاں بچوں کے ماہنامے پڑھا کرتی تھیں تو وہ ایاف کشف' پاؤلو کوئیلو' ورجن لسنگ' Enid Blyton اور Roal Dhal کو پڑھا کرتی تھی مگر علم کا یہ بہتا خزینہ اس کے اندر ہی چھپا تھا۔ وہ بیک بنچر ہونے کے باوجود اپنی ٹیچرز کی وربل اسپوکن غلطیاں نوٹ کرتی رہتی تھی۔

پاپا نے کہا بھی کہ "اردو میں نفسیات پڑھو مشکل ہوگی' خود کیسے پڑھ سکوگی۔ جب کالج میں برابر لیکچر دیئے جارہے ہیں تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ خوامخواہ میں اکیڈمی رکھنے کا فائدہ؟"

اس نے بہت ہموار آواز میں کہا تھا کہ اسے کسی اکیڈمی کی ضرورت نہیں۔ وہ خود سے گھر میں ہی کور کرلے گی۔

گورنمنٹ اداروں کا تب حال یہ تو نہ تھا اب تو انتظامیہ قدرے بہتری کی طرف مائل ہے مگر اس وقت ایسا نہیں تھا کلاسز بنک کرنے پر نہ تو کوئی پڑتال تھی اور نہ ہی غیر حاضر ہونے پر پوچھ گچھ۔ کلاس میں ٹانگ سے حاضری لگتی' جتنی کلاسز لینے کو دل کرتا' لے لی جاتیں باقی بنک... وہ نفسیات کی کلاس لینے کی بجائے انگریزی کلاس میں جاتی ادب کی دنیا کی خاک چھانتی رہتی اور دماغ کے کمرے ہوئے خزانے میں بیرون سے موتی و جواہرات کا اضافہ ہوتا رہتا۔ ماما نے بھی فکر مندی کہ بیٹی کیا پڑھ رہی تھی۔ رزلٹ کب آتا' اس پہ چل جاتا کہ اسے کیسے پڑھتا گیا۔ ان کے لیے بھی کافی ہوتا۔ بی اے میں بھی پہلی فرسٹ ڈویژن آئی مگر کمال تو اس نے انگلش لٹریچر اور نفسیات میں دکھایا تھا۔ اعلیٰ نمبر لے کر پاس ہوئی تو پاپا بھی بے انتہا خوش ہوئے تھے۔

اور اس کی بے انتہا خوبصورت' کامنی اور چینی گڑیا سی ماما جو ہمیشہ اس کی فکروں میں ہی گھلتی رہتیں' کبھی اس کی وارڈ روب سیٹ کرنے میں تو کبھی کچن میں مختلف ڈشز بنانے میں۔ اب بھی وہ نہایت پیار سے اس کا ماتھا چوم کر اس کے لیے چائے بنانے چلی گئیں۔

اس گھر میں صرف چار لوگ رہتے تھے پاپا' ماما' بابا اور فضا... بس اور ساتھ جڑے گھر میں چاچو کی فیملی آباد تھی۔ جن کے بھی دو بچے ہی تھے حماد اور مومنہ.....!

❀.....❀.....❀

"آخر اس بات میں جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ دادا ابو ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا حماد لوگوں کے ساتھ؟" فضا جو کہ تھرڈ ایئر کی طالبہ تھی اس نے اپنی عقل سمجھ کے مطابق ڈرائنگ روم سے اٹھتی آوازوں پہ بات کرتے ہوئے پاپا سے کہا جو کچن میں چائے کے لوازمات سیٹ کررہی تھی۔

"بات یہ نہیں ہے فضا۔" اس نے سر جھٹکا۔

"تو پھر کیا بات ہے ماما؟" اس نے بھی ماما کے سے انداز میں پوچھا۔

"تم ابھی چھوٹی ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتی۔" اس نے پیچھے سے کہا مگر یہ اس کی خام خیالی تھی کیونکہ اگلی شام کالج سے واپسی پر فضا سے ہی پتا چلا تھا کہ دادا ابو نے چچا لوگوں کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہوگیا۔ اسے اپنی دادو سے بہت پیار تھا اور ان کا چچا لوگوں کے ساتھ رہنے کا مطلب تھا کہ اسے ان سے ملنے وہاں جانا پڑتا جو کہ اسے کسی صورت گوارا نہ تھا۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا' دادا ابو کو اپنی بیٹی (چچی) زیادہ عزیز تھیں اور ان کے الگ ہونے کا مطلب تھا بزنس الگ ہوا----

معاملات کافی سے زیادہ خراب نظر آرہے تھے۔ پاپا نے ان کے فیصلے کو مجبوراً مان لیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے لڑ جھگڑ کر بھی وہ اپنی بات قطعی نہ منوا سکیں گے اور اب اس کے بعد قد بیند م سے پاپا..... انہیں سب کچھ خود ہی سنبھالنا تھا۔ وہ خاندانی بزنس سے الگ ہوئے تو کئی دوست آگئے پارٹنر شپ کی آفر لے کر انہوں نے کچھ دن سوچنے کے لیے مانگے' پھر ماما سے مشورہ کرکے ایک دوست کے ساتھ پارٹنر شپ کرکے ایک نئی فیکٹری کا افتتاح کیا۔

شروع کے چند ماہ تو سب اچھا اچھا کی خبریں آتی رہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر پھر حالات کی جھنّی الٹی چلنی شروع ہوگئی اور چند دن بعد پاپا لڑکھڑاتے قدموں سے گھر آ گئے تھے۔

فیکٹری دیوالیہ ہوگئی تھی۔ مزدور تنخواہوں کا تقاضا کررہے تھے پارٹنر نے خود ہاتھ اٹھا دیے تھے ہر چیز سے۔ لاکھوں کا نقصان ہوا تھا۔ قصور کس کا تھا؟ یہ فیصلہ کرنے کی بجائے یہ مسئلہ زیادہ قابل غور تھا کہ گھر کے دروازے پہ بیٹھے مزدوروں کو تنخواہیں کہاں سے دی جائیں۔ اس نے اپنے پاپا کو اتنا پریشان کبھی نہ دیکھا تھا۔ پاپا نے اگلی صبح تنخواہیں دینے کا وعدہ کیا اور اس رات گھر کے گیراج میں کھڑی گاڑی بک گئی۔

اور ساری زندگی کاروں پہ سفر کرنے والے پاپا کو جب موٹر بائیک خریدنا پڑی تو وہ بے حد ٹوٹ گئے۔

اب زندگی بدل گئی تھی۔

وہ ماہ سلطان جو کبھی پاپا کے ساتھ ٹھاٹھ سے بڑی سی گاڑی میں کالج جایا کرتی تھی اب جب ماسٹرز کا وقت آیا تو خود ہی جاکر کالج میں انگریزی ادب میں اپنے فارم جمع کرا آئی۔ انٹری ٹیسٹ میں دوسرے نمبر پہ نام تھا اس کا۔ فیس جمع کرائی اور کالج سے ٹائم ٹیبل نوٹ کرکے گھر آگئی۔

کبھی کبھی وقت اور چیزیں اتنی تیزی سے بدلتی ہیں کہ ہمیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور جب ہم دیکھتے ہیں تو ہماری دنیا ہماری آنکھوں کے سامنے بدل چکی ہوتی ہے۔

ماہ سلطان کی دنیا بدل گئی تھی۔ تنخواہ پر بمشکل گھر کا خرچ نکل چل رہا تھا۔ یہ امیر لوگ بھی بس عجیب ہی ہوتے ہیں ان کے نزدیک یہ بھی غریبی ہی ہوتی ہے کہ گھر میں چار کی بجائے دو ڈشز پکیں۔

وہ بھی بڑی شان سے پاپا کے ساتھ کار میں کالج جایا کرتی تھی اب بس خاموشی سے واکنگ ڈسٹینس پہ ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فائل اور بیگ پکڑتی اور باہر آ جاتی، جہاں اکثر اس کا سامنا حماد سے ہوجاتا جو یونیورسٹی جانے کے لیے گاڑی نکال رہا ہوتا۔

اسے دیکھ کر ایک خاص نفرت کے اظہار کے طور پہ گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتا اور ٹائر ایک کریہہ آواز پیدا کرتے ہوئے پورچ کی روش پہ دھول اڑاتے ہوئے آگے بڑھ جاتے۔

دونوں گھروں کا گیٹ ایک ہی تھا جس کی وجہ سے مجبوراً آتے جاتے ایک دوسرے کی شکل دیکھنا پڑتی تھی۔

اور یہ حماد اس سے تین سال چھوٹا تھا۔ اسے یاد آتا کبھی وہ دونوں ایک دوسرے کے بہترین دوست تھے۔ وہ اسے لے کر ڈاکٹر کے پاس جایا کرتا...... ہاں ڈاکٹر!

ماہ سلطان کی سیدھی سادی زندگی اتنی بھی سیدھی لکیر کی مانند نہ تھی۔ اس میں بہت سے بل تھے۔ ریشم کے الجھے ہوئے دھاگے کی مانند۔

❀ ❀ ❀

راہ کی مرادوں کا کیا عجب مقدر ہے
ڈھونڈنا ... سے ... بچھڑنے والے لمحوں کو
را... بنانے میں ایک ایک تنکے سے
آشیاں بنانے میں خوشبوئیں پکڑنے میں
گلستاں بنانے میں عمر کاٹ دیتے ہیں

اس نے فیس بک پہ اسٹیٹس لکھا اور ان باکس کھولا تھا۔ وہاں کئی میسجز تھے اس نے کئی ماہ بعد فیس بک آن کی تھی۔ پتہ نہیں کون کون اسے میسج کرتا رہا تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ اٹھا کے گود میں رکھا اور ماؤس سکرول کرتے ہوئے اس نے لسٹ کو دیکھا۔ ثانیہ کا میسج تھا جو کلاس فیلو تھی۔

"کہاں ہو ماہا؟ میسج دیکھو تو جواب ضرور دینا۔"

خالہ کا میسج تھا!

"پاس ہونے کی اور ماسٹرز میں ایڈمیشن لینے کی مبارکباد سوری میں تھوڑا لیٹ ہوں۔" ساتھ ایک افسردہ سا آئی کون تیسرا میسج حماد کا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔ اس نے میسج کھولا۔

"اگر خدا نے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ انسان کو چاہیے کہ حسد کرنے کے بجائے محنت کرکے خود کو اس قابل بنائے کہ دوسرے اس پہ رشک کریں۔"

اس کی رگیں تن گئیں۔ ذلت کی انتہا تھی اس کا دل چاہا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ درمیانی دروازہ کھول کر ان کے پورشن میں جائے اور اس کا منہ توڑ دے۔ یہ صلہ تھا اس کی اتنی سادگی و معصومیت کا؟
اسے رونا آنے لگا۔

حماد اعظم سے اس کا تعلق آج کا نہیں تھا۔ جب پیدا ہوا تو ماما نے اسے بے تحاشا پیار کیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دوستی اور الفت مزید مضبوط ہوتی گئی۔ وہ دونوں اکٹھے گھوما کرتے اپسند کی ڈشز کھاتے اور مل کر ایک دوسرے سے اپنے مسائل ڈسکس کیا کرتے تھے۔

حماد Relation ship problem کا شکار تھا۔ وہ مسکن ادویات استعمال کرتا تھا۔ سارا بچپن اس نے اور حماد نے مل کر گزارا تھا۔ موسٹ اور فضا سائیڈ پارٹنر رہا کرتے تھے۔

ماما کے اندر سارے شوق ہی انوکھے تھے۔

بچپن میں سارا دن سائیکل چلایا کرتی' پینٹ شرٹ پہن کر گھومتی' کارٹونز کھیلتی' ذرا بڑی ہوئی تو بائیک چلانا سیکھ لی' کبھی کبھی وہ اپنے اندر موجود ان ساری خوبیوں سے گھبرا بھی جاتی تھی۔

حماد کے ساتھ باہر جاتے ہوئے بھی اس کی ایک ... ڈیمانڈ ہوتی تھی۔ تیز رفتار گاڑی اور پان کھانا۔ حماد اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ مگر وہ بھی اس سے ... تھا۔ ماما نے بڑے ہونے کی بنا پر ہمیشہ ہی اسے ... دوسرے اس کے اندر فطری صلاحیت تھی ... کرنے کی..... وہ سب بچوں کو اپنے پریشر میں رکھا کرتی تھی۔

حماد کے ساتھ اس نے بہت سے حسین دن گزارے تھے مگر افسوس آج وہ بدل گیا تھا چھوٹا سا حماد جو کبھی بہت رب کر رہتا تھا اب یوں تن کر گزرتا جیسے کہ ان میں سپر پاور ہو اور اب اس کا یہ ان باکس میسج پڑھ کر اس کے کلیجے میں جیسے انگارے لوٹ گئے تھے۔ اس نے غصے سے میسج ڈیلیٹ کر دیا۔
پھر چند لمحے خود کو ٹھنڈا کرنے میں صرف کیے پھر اس نے اگلا میسج دیکھا۔

"آغا شاہ زمان"

وہ چند لمحے پلکیں بھی نہیں سکی ساکت ہو گئی تھی۔ اس کی بیٹ رک گئی تھی۔

❁---❁---❁

اس کی زندگی میں بظاہر تو سب کچھ ٹھیک تھا ایک بڑا سا گھر اور امیر کبیر ددھیال..... مگر در حقیقت ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔
"ماما سلطان" واقعی دوسروں سے مختلف تھی۔
وہ کبھی ہجوم کو فیس نہیں کر سکتی تھی۔ وہ انگیزائٹی کی مریض تھی' پرہجوم سڑکیں اور جگہیں اسے خوفزدہ کرتی تھیں۔ نفسیاتی زبان میں اسے Aghoraphobia کہا جاتا ہے۔ اپنی اسی کمزوری کی بنا پر وہ کبھی تقریبات میں نہیں جایا کرتی تھی۔ گھر آئے مہمانوں کو ہینڈل کرنا ایک مسئلہ الجھن ہو جایا کرتا تھا اور دکھ کی بات یہ تھی کہ گھر والے اس کی اس نفسیاتی ... سے بالکل بے خبر تھے۔
دوسرا ... جھٹکا اسے تب لگا جب فرسٹ ایئر میں اس کے دل نے ... دھوکہ دینا شروع کیا۔ مرض بہت عجیب تھا اور کسی ... دھوکہ دینے والا بھی۔ انسان سیدھا سادہ دل کا مریض ہو ... بات ... سمجھ میں آتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ ... تھا اس کی بیٹ کبھی یکدم تیز ہو جاتی تو کبھی بہت ... چیک اپ ہوا میڈیکل ٹیسٹ ہوئے..... ای سی جی ہوئی اس کی زندگی کا سب سے خوفناک تجربہ.....!
وہ اندر ہی اندر بکھر گئی۔ ابھی عمر ہی کتنی تھی بھلا اس کی؟ صرف سترہ سال۔
کیسا حسین دن تھا عید کا اور کیسے برباد ہوا؟ اس کے اندر ماتم برپا ہو گیا تھا۔
ای سی جی کی رپورٹ سے جو بات سامنے آئی اس کی کڑیاں بھی پچھلے مرض سے جا ملتی تھیں۔
ڈاکٹر نے ماما اور پاپا کو بٹھا کر کہا تھا۔
"یا Tachycardia کی مریض ہے اسے Arrthymias بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں انسان کی دل کی دھڑکن کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ عرف عام میں اسے Beat missing بھی کہا جاتا ہے۔
وجوہات اس کی بھی تقریباً وہی ہیں۔ High bp انگزائٹی دبی ہوئی خواہشات و احساسات اپنی باتیں کسی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے شیئر نہ کرسکنا' بہت ہی خود بین شخصیت ہونا' یہ سب اس کی وجوہات میں شامل ہیں آپ مایوس مت ہوں وہ بالکل ٹھیک ہوجائے گی' کچھ میڈیسنز لکھ کر دے رہا ہوں' مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک بات یاد رکھیں اس مرض میں جتنا انسان کو اگر کوئی چیز جلد از جلد ٹھیک ہونے پر مجبور کرسکتی ہے تو وہ صرف اور صرف دوسروں کا پیار' توجہ' خیال اور شیئرنگ ہے۔ اس بچی کو بالکل تنہا مت چھوڑیں۔ اسے گھر میں بزی رکھیں جتنا ہوسکے اس کو کمپنی دیں' اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں شیئر کریں' اس کی رائے لیں کیونکہ ماہا کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تنہا' کمتر اور کمزور محسوس کرتی ہے۔ یہ سب اسی وجہ سے ہے یاد رکھیں کہ ڈاکٹر ہر مرض میں یہ تجویز دیتا ہے کہ مریض کی اپنی ول پاور بہت کاؤنٹ کرتی ہے مگر میرا ذاتی خیال ہے اس مرض میں ایسا قطعاً نہیں ہوسکتا' اس لیے جہاں تک ہوسکے اس کا خیال رکھیں اور اگر آپ اسے صحت مند نارمل انسان کی صورت دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو مکمل طور پر میری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔" انہوں نے تفصیلاً جواب دیا تھا۔

ماما' پاپا ڈرے رنگوں کے ساتھ دیکھتے رہ گئے۔

وہ اسے گھر لے آئے اور اس کے بعد اس کے سائیڈ ٹیبل کا ایک دراز ہمیشہ کے لیے دواؤں کے لیے مخصوص ہوکر رہ گیا۔

زندگی افسانوی ہیروئن کی مانند آسان نہیں تھی۔

❁……❁……❁

ماسٹرز کے ایگزامز دینے کے بعد وہ فارغ ہوئی تھی' جبھی کتابوں میں خود کو مصروف رکھتی یا پھر نیٹ پہ۔

نیٹ اس کا شوق تھا۔ نت نئی موویز دیکھنا' ترکی ڈرامے' رشین اور انگلش موویز اس کا شوق تھا یا پھر دھیمے سروں میں امانت علی اور نصرت فتح علی خان کی غزلیں سننا……!

غالب' اقبال' اعتبار ساجد' فیض' امجد اسلام امجد اور فرحت عباس شاہ کی شاعری سے اسے عشق تھا۔

اس جیسا مکمل ادبی ذوق رکھنے والی ہستی ان کے پورے خاندان میں نہ تھی اور شاید ہو بھی نہیں سکتی تھی کہ ماہا سلطان جیسا منفرد انسان بس ایک ہی ہوا کرتا ہے۔

فیس بک سے بھی دلچسپی تھی اسے اور اس کی پروفائل اتنی شاندار اور اعلیٰ قسم کی تھی کہ بندہ نا چاہتے ہوئے بھی متاثر ہونے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ سب سے پہلے تو وسیلے پر لگی ہوئی فیری میسڈونز کی تصویر آنکھوں کو قید کرلیتی تھی اور دوسرے اس کے دیے گئے اسٹیٹس' خوبصورت آیات واحادیث' انگلش کی کوٹیشنز' بہترین اشعار کا چناؤ…… اس قدر احتیاط سے کیا گیا تھا کہ رشک آتا تھا۔ اس کی فرینڈ لسٹ بھی مختصر تھی مگر سب ہی معزز اور معتبر لوگ تھے۔ فیملی میں سے کزنز بھی ایڈ تھیں۔

ماما بھی بڑی خود بھی حیران ہوتی تھیں۔ وہ خود بھی ایک Sophisticated لیڈی تھیں مگر ماہا کا ذوق روایات بہت شاہانہ اور تمکنت بھری تھیں۔ اس کا بات کرنے کا اسٹائل اس کا اٹھنا بیٹھنا' چلنا اور دوسروں کے ساتھ ملنا جلنا اس قدر شاہی انداز تھا کہ چھپو نے ایک دن بے ساختہ کہا تھا۔

You are a born officer maha!

"بھائی جان آپ اسے سی ایس ایس کروائیں۔" انہوں نے مخلصانہ انداز میں کہا تو ماما نے بہت چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

جبکہ پاپا کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ اپنی ذہین بیٹی پر انہیں بہت ناز تھا۔ جس نے کسی بھی قسم کے حالات میں ان پر بوجھ نہیں ڈالا تھا بلکہ انہیں تو خبر بھی نہیں ہوتی تھی اور اس کا رزلٹ ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اب بھی اپنی بہن کی بات سن کر انہوں نے مسکرا کر ماہا کو دیکھا تھا۔

"کیوں ماہا؟ آپ کیا کہتے ہو بیٹا؟" ان کے لہجے میں ایسا یقین تھا کہ اس نے پاپا کو دیکھا اور سوچا کتنے زمانوں بعد پاپا یوں مسکرائے تھے۔

"آف کورس پاپا…… آئی کین ڈو اِٹ۔" اس نے اعتماد سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آئی نو بیٹا! آپ کر سکتی ہو مگر یہاں بات آپ کی چوائس کی ہو رہی ہے۔" انہوں نے نرمی سے معاملہ اس پر چھوڑ دیا۔

اس نے مسکرا کر ان کو دیکھا جو کہ پھپھو کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

"اب میری بھی یہی چوائس ہے پاپا۔" اس نے پُرعزم طریقے سے کہا۔

اور یوں ماہ سلطان کی زندگی میں ایک خواہش اور حرص داخل ہو گیا تھا۔ جس نے اس کی پوری زندگی کو آکاس بیل کی طرح جکڑ لیا تھا۔

❁ ❁ ❁

اس نے "آغا شاہ زمان" کا نام دوبار پڑھا۔ بار بار پڑھا اور پھر میسج کھول لیا۔

"اتنے دن کی غیر حاضری ٹھیک نہیں ہوتی' بندے کو فکر ہو رہی تھی' ایک بلینک میسج ہی کر دیا کریں جس سے خیریت کا پتا چل جائے۔" اس نے میسج پڑھا مگر نظریں بہت دیر تک ان دو سطروں پر ٹکی رہیں۔ دنیا میں ایسا کوئی تھا جسے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق پڑتا تھا؟ جسے اس کی خیریت سے غرض تھی؟ اسے لگا اس کا دل رک رک کر چل رہا ہے۔ پھر اس کی انگلیاں دیوانگی کے انداز میں کی بورڈ پر چلنے لگیں اور آغا شاہ زمان کے متعلق سب کچھ جاننے کے لیے پروفائل کھولا اور اس کی نظریں اسکرین پر بھٹکنے لگیں۔

"آغا شاہ زمان۔"

"سی ایس پی آفیسر ایٹ سول سیکرٹریٹ گریڈ 18"

رہائش: کوئٹہ۔

اس کی آنکھیں چند لمحے رکیں پھر اس نے پروفائل پکچر کھول لی اور آنکھوں میں جیسے چاندنی سی اتر آئی تھی۔ آدمی تھا کہ آفت! دراز قامت' سرخ و سفید چمکتا ہوا رنگ' گہری بھوری آنکھیں اور گلابی ہونٹ۔ اف! وہ چند لمحے تو ہل ہی نہ سکی' پہلی نظر کا وار بہت قاتل تھا۔

اس نے بمشکل نظر ہٹا کر اس کی Time line کھول لی تھی۔

اور اگلے ہی لمحے پھر چونک پڑی۔

احادیث' آیات' خوبصورت مختصر اشعار چنے جو یہاں بھی کمال تھا اتنی ہم آہنگی اتنی یکجائیت اور اتنی ہم خیالی۔ وہ جوں جوں پڑھ رہی تھی ٹھٹک رہی تھی۔ کوئی چیز دھیرے دھیرے دل میں جگہ بنا رہی تھی۔ کوئی طلسم ہو رہا تھا' کتنا عجیب سا احساس تھا یا تناسب کچھ ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ حیران تھی۔

اس کے اندر ایک انوکھا احساس جنم لینے لگا۔

اس کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چل رہے تھے۔ وہ جواب لکھ رہی تھی۔

ہاں یہ آغاز تھا اس کہانی کا.... جس کا انجام کسی کو معلوم نہ تھا شاید ہر کہانی کا انجام یوں ہی انجان ہوتا ہے۔

اور یوں ماہ سلطان اور آغا شاہ زمان کی کہانی کا آغاز ہو گیا تھا۔ بہت عجیب سی ان کی پہلی گپ شپ ذوق آشنائی سے آگے بڑھ کر بھاری لمحے اور پھر ان باتوں کی باری آئی وہ دونوں ذوق کے حامل تھے صبح بخیر کہنے کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ اگلا بندہ سحر زدہ ہو جاتا پھر اسے پھولوں کی خوبصورت تصاویر بھیجنے لگے اور پھر شعر و شاعری کا تبادلہ ہونے لگا۔ یہاں بھی مقابلہ کرنا مشکل تھا ان دونوں کا ذوق ہی بہترین تھا۔

ایک دن اس نے چند اشعار پڑھے تو بہت دیر گم صم رہی تھی۔

وہ جو اس کے بنا گزاری ہے
زندگی تھی عذاب سے بڑھ کر
دل کے شیشے میں اور کیا ہوگا
اس ماہتاب سے بڑھ کر

اس نے بنا سوچے سمجھے انہیں بھیج دیے۔

اور رات اسے جواب مل بھی گیا۔

"ماہ سلطان" کے لیے
مگر یہ کس طرح ممکن ہے
کہ تم کسی پر نگاہ ڈالو
تو اس کی دیوار جاں نہ ٹوٹے
وہ اپنی ہستی نہ بھول جائے!

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ چند لمحے ششدر سی بیٹھی رہی پھر اس نے لکھا۔
"تھینک یو ویری مچ سر۔"
"سر مت کہا کریں۔"
"کیوں؟"
"نام ہے میرا۔"
"مجھے پتا ہے۔"
"تو وہ کیوں نہیں لیتیں۔"
"اچھا نہیں لگتا مجھے۔"
"لیکن آپ میری ماتحت تو نہیں ہیں نا؟"
"جی مجھے پتا ہے۔"
"تو پھر؟"
"پھر کیا؟"
"ہم کیا ہیں؟"
"دوست" اس ایک لفظ نے فضا میں روشنی سی بکھیر دی تھی جو اسے لگا ہر چیز سنہری سی ہو گئی ہو۔
"تھینکس فار دی آنر۔"
"یو آر ویلکم۔" اس نے مسکرا کر لکھا۔ جواباً ڈھیروں [illegible] کے ساتھ جواب بھیجا گیا۔
"بہت پیاری دوست ملنے کے لیے۔"
اور وہ بہت دیر تک "پیاری دوست" [illegible] نظر نہ لگ جائے دیکھتی رہی تھی۔ بہت کچھ ملا تھا اسے بن مانگے۔

❁ ❁ ❁

پیاسوں کے گرد سراب
معذوروں کے آگے دیواریں
اور نابیناؤں کے راستوں میں
کیل بونے والے
شاید اپنے گریبان کہیں گم کر بیٹھے ہیں!!

ایک سرکاری افسر کا اس قدر کڑا سچ سن کر "ماہ سلطان" تو جیسے لمحوں میں اس کی غلام بن گئی تھی اس نے بے ساختہ تعریف کی تھی۔
"آپ کا انتخاب بہت خوبصورت ہے سر۔"
"تھینک یو ماہا۔" انہوں نے کہا۔

اس دن بہت دیر تک وہ دونوں میسج پہ بات کرتے رہے۔ ایک دوسرے کی باتیں، پسند، ناپسند کی باتیں، کتابوں کے حوالے اور شاعری کے تذکرے سب کچھ ساتھ ساتھ بہت خوبصورتی سے چلتا رہا۔
اور اس رات جب وہ سوئی تو اس کی آنکھوں نے بہت سے حسین لفظ پھولوں کی صورت اپنے گرد جگمگاتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔
اور وہ تکیے کو بھینچے بند آنکھوں کے ساتھ مسکراتی رہی تھی۔ پتہ نہیں اتنے سارے خواب کہاں سے آنکھوں میں آن سمائے تھے وہ خود بے خبر تھی۔ اور اگلی صبح وہ ای میل اس کے میل آئی ڈی پہ آئی جس نے اس کی پوری زندگی کا رخ موڑ کے رکھ دیا تھا۔
"ماہا! کبھی کبھی یوں لگتا ہے جیسے روح میں کوئی خالی پن تھا سب کچھ میسر ہونے کے باوجود بھی ایک کمی سی تھی، شاید یہ خلا آپ جیسی کسی ہستی کے نایاب ہونے کی بنا پہ تھا۔ اور آج یوں لگ رہا ہے جیسے خالی پن بھر گیا ہو آپ بہت خاص ہیں ماہا! بہت نایاب اور بہت پیاری..... جب سے آپ ملی ہیں اپنا آپ مکمل محسوس کرتا ہوں آپ سے رابطے کی تکمیل چاہتا ہوں، برا مت کیجیے گا۔" لفظ تھے یا دھماکے۔
اختتام پہ ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔
اس نے کانپتے ہاتھوں سے کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کیا اور سر ٹیبل پہ دھر دیا۔ اس دن وہ سارا وقت ادھر ادھر بولائی بولائی سی پھرتی رہی، ماما کو کچن میں کام کرتے دیکھ کر بھی اس نے کوئی مدد نہ کی۔ فضا اس سے انگلش کا کچھ پوچھنے آئی تو اس نے سر درد کا کہہ کر ٹال دیا۔ عجیب سی بے معنویت ہر چیز پہ حاوی تھی۔ وہ یوں جیسے کسی دوراہے پہ آ کر رک گئی تھی۔ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ عجیب سی بے بسی سے بار بار کمپیوٹر پہ ہاتھ رکھتی پھر اٹھ جاتی آن کرنے کا دل ہی نہ کر رہا تھا۔
کتنی ہی کتابیں کھولیں پڑھنے کے لیے مگر دھیان نہ لگ سکا اس نے دوبارہ سے بک ریک میں رکھنا چاہیں تو ساری ترتیب بگڑ گئی۔ ٹھیک کرنے بیٹھی تو عجیب سا دل بھر آیا۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔ زندگی کس

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

عجیب موڑ پہ لائی تھی۔ اس نے اٹھ کر کھڑکی کے پار دیکھا جہاں رات پھیل چکی تھی اس نے اٹھ کر کمپیوٹر آن کیا۔ ان کا میسج موجود تھا۔

"آپ نے ای میل دیکھ کر بھی جواب نہیں دیا! تو کیا میں خود کو نامراد سمجھوں؟"

وہ ساکت رہ گئی۔ پھر کمپیوٹر بند کیا اور بیڈ پہ لیٹ گئی۔ چاروں طرف خاموشی تھی۔ اسے گھٹن کا احساس ہونے لگا۔ وہ اٹھی شال اٹھائی اور باہر نکل آئی اس کا رخ چھت کی طرف تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور چھت پہ آ گئی۔ فضا میں ٹھنڈک کا رچاؤ تھا یہ جاتے نومبر کی رات تھی۔ پام کے طویل درخت ساکت تھے اور ان کی شاخوں پہ دھند بسرا کیے ہوئے تھی۔ وہ بہت دیر تک چھت پہ ٹہلتی رہی پھر تھک کر کرسی پہ بیٹھ گئی۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل دیکھا اور پھر نمبر ڈائل کرنے لگی۔

اس کی انگلیوں میں خفیف سی لرزش تھی۔ اس نے نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگا لیا بیل جا رہی تھی اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ چوتھی بیل پہ فون اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو......" ایک گھمبیر اور کسی قدر مغروری آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

اس کا سانس اور بھی تیز ہو گیا۔

"سر......" وہ بدقت آواز نکال کر بولی۔

"ماہ......!" وہ فوراً پہچان گیا تھا۔ چند لمحے تو حیران سی رہا پھر بے ساختہ ہنس پڑا۔ کھنکناتے سکے کی مانند شفاف ہنسی وہ سانس روکے سنتی رہی کیا کسی کی ہنسی اس قدر خوبصورت بھی ہو سکتی ہے؟ اسے رشک آنے لگا۔

"آپ کو کیسے پتا چلا؟" اس نے بے ساختہ پوچھا۔

"ٹیلی پیتھی یو سو سویٹ ماہا۔" انہوں نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے شکریہ ادا کیا تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"آپ کیسے ہیں؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟" لہجے کا احترام اسے قید کر گیا تھا۔ بمشکل وہ بول پائی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

"کیا کیا آج سارا دن؟" وہ بڑے دوستانہ انداز میں پوچھ رہے تھے۔

"کچھ بھی نہیں۔" اس کے لہجے میں اداسی در آئی۔

"میں تو بہت مصروف تھا۔" انہوں نے بنا پوچھے ہی اپنا بتایا۔

"آپ تو پھر افسر ہیں نا!" وہ ہلکے سے مسکرائی۔ وہ اس کے "افسر" کہنے پہ ہنس دیئے تھے۔

"ارے جناب...... کہاں کے افسر؟ ہم تو خادم ہیں سرکار کے۔" انہوں نے بڑے دلنشیں انداز میں تشریح کی تھی۔

وہ بہت محظوظ ہوئی تھی۔ دو منٹ کی مختصر گفتگو کے بعد کال اینڈ ہو گئی۔

❋......❋......❋

کوئی اور کا سونپ دیتے......

یہ کیا تجھ کو سوچا اور سوچتے ہی رہنا!

اس نے پاپا کے ساتھ جا کر اردو ادب کی نثر اور شاعری کی بہت سی کتابیں خریدی تھیں۔ اور نئے سرے سے ان کا مطالعہ کرنے بیٹھ گئی۔ وہ علمی مباحثوں سے دور بھاگنے والی لڑکی تو نہیں تھی مگر یہاں مقابل سے کسی طور پر بھی کم پڑنا اسے گوارا نہ تھا۔ ہلکی پھلکی بات چیت اب قدرے بے تکلفی میں ڈھلتی محسوس ہو رہی تھی۔ بات کا انداز بھی بدل رہا تھا۔

اور یہ وہی دن تھے جب آسمان بہت کھلا کھلا نیلا نیلا محسوس ہوتا ہے...... رنگ ہر سو پھیلتے محسوس ہوتے تھے۔ پھولوں کی خوشبو کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ فضا میں خوشبوؤں کا رقص جاگا اور جب صبح کی ٹھنڈی ہوا چلتی تو دل چاہتا کہ وہ بھی تتلی بن کر ان بادلوں کے ہمراہ اڑتی چلی جائے۔ اور جب سب لوگ اپنے اپنے کاموں پہ روانہ ہو جاتے تو وہ کتنی دیر کھڑکی پہ بیٹھی پیٹونیا کے پھولوں کو دیکھتی رہتی اور سوچتی کہ دنیا کس قدر خوبصورت اور وہ کس قدر بے خبر!

اسے بے وقت اور بے بات ہنسی آتی رہتی...... وہ کھلکھلاتی تو ماما بڑی حیرت سے اسے تکتی تھیں۔ انہوں نے کبھی ماہا کو اتنا ہنستے نہیں دیکھا تھا۔ وہ صبح ان کے جاگنے سے پہلے ہی ناشتہ تیار کر چکی ہوتی تھی اور اکثر رات بارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بجے کچن میں گھس جاتی۔

"فضا! کچن رول بنا رہی ہوں۔ سویٹ جانو۔" وہ آواز لگاتی اور ملا پاپا بھی اٹھ کر لاؤنج میں آ جاتے۔ ذائقہ اس کے ہاتھ میں بے حد تھا اور جب وہ مزے مزے کے رول کیچپ کے ساتھ ٹرے میں سجا کے لاؤنج میں لاتی تو خوب رونق لگتی۔ چچی جان کے پورشن میں آوازیں جاتیں تو وہ کن سوئیاں لینے کو دیوار سے چپک چپک جاتیں کہ معاشی طور پہ بدحال اس خاندان کو آخر ایسی کون سی خوشی مل گئی جو وہ یوں غل کر ہنستے تھے آخر ایسا کون سا قارون کا خزانہ ان کے ہاتھ لگ گیا تھا جس کی خوشیاں وہ مناتے تھے؟ ان کے گھر کھچڑی پکنی شروع ہو جاتی۔

دوسری طرف وہ بے خبر خود میں مگن تھے۔

ہاں یہ وہی دن تھے جب اس نے پہلی بار آئینے میں خود کو غور سے دیکھا تھا اور بہت دیر تک دیکھا تھا..... ہاں یہ وہی دن تھے جب اس نے بارش کو محبت بھری نظر سے دیکھا تھا۔ اور اس میں بھیگ جانے کی خواہش کی تھی۔ ہاں یہ وہ دن تھے جب اس نے دو دو گھنٹے ٹھنڈی گھاس [illegible] واک کی اور اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ ہواؤں کے سنگ اڑتی جائے۔ بہت دفعہ اسے لگتا کہ اس کا وجود پھر سے ہلکا پھلکا ہو گیا تھا اور اسے لگتا اگر وہ ہواؤں میں اڑنا چاہے تو بھی نیچے نہیں گرے گی..... ہاں یہ وہ دن تھے جب اس نے سی ایس ایس کی اکیڈمی جوائن کی۔ کتابیں خریدیں اور تیاری شروع کر دی..... جبکہ وہ ہر قدم پر اس کا راہبر بنا تھا۔ اسے آج سے پہلے کبھی ستاروں بھری رات اتنی خوبصورت اور سحر انگیز نہ لگی تھی جتنی آج کل لگنے لگی تھی اور نہ ہی چاند اتنا چمکدار اور دلکش لگا تھا ہاں یہ وہی دن تھے جب!

ان دنوں جب کہ تم تھے یہاں
زندگی بڑی جاگی جاگی سی تھی
سارے موسم مہربان دوست تھے
راستے دعوت نامے تھے جو
منظروں نے لکھے تھے ہمارے واسطے
پیڑ بانہیں پسارے کھڑے تھے
ہمیں اپنی چھاؤں کی شال پہنانے کے واسطے
آسمان پگھلے نیلم کا تالاب تھا
جس میں ہر رات چاند کا ایک پھول کھلا کرتا تھا
اور پگھلے نیلم کی لہروں پہ بہتا ہوا
ہمارے دلوں کے کناروں کو چھو لیتا تھا
ان دنوں جبکہ تم تھے یہاں.....!!

ہاں یہ وہی دن تھے جب اسے محبت ہوئی تھی۔ زندگی کے سفر میں خوبصورت تحفہ یہ محبت جس نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا۔

ان کی ہر روز فون پر بات ہونے لگی اور تقریباً پورا دن میسجنگ اور پھر فیس بک پر تصویریں شیئرنگ..... دن بہت رنگدار ہو گئے تھے ہاں وہی دن..... ان کے عشق کی انتہا کے دن جب وہ ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے مرتے تھے اور اسی عرصے ایک دن شام آغا نے بہت جھجک کر کہا تھا اسے کہ وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ جیسے ہواؤں میں معلق ہو گئی تھی۔ اس نے جواب دینے کی بجائے بات بدل دی تھی اور وہ محسوس کر گئے تھے۔

"کیا بات ہے ماہا..... برا لگا؟" انہوں نے پوچھ لیا۔

"نہیں تو۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"تو پھر کیا بات ہے؟" وہ پیار سے پوچھ رہے تھے۔

"آغا میں؟" اس نے مدھم لہجے میں کہنا چاہا مگر وہ بے ساختہ ہنس پڑے۔

آج ماہا نے پہلی دفعہ انہیں اس طرح "آغا" کہہ کر بلایا تھا۔

"زہے نصیب! آج ہمارا نام آیا ہے ان کے لبوں پہ خوشی سے مر نہ جائیں کہیں۔" وہ بوجھل آواز میں بول رہے تھے ماہا نے خود کو بے بس ہوتا محسوس کیا تھا۔ وہ ساحر تھا جو اپنے مسحور کردہ کو بہت اچھے سے جانتا تھا۔ وہ بھی اس ساحر کے سحر میں تھی تو پھر آنکھیں بند کر کے وہی کرتی گئی جو وہ کہتا گیا۔ اس نے اس دن اپنا بہترین سوٹ پہنا..... آنکھوں میں کاجل لگایا اور اپنی بہت خوبصورت تصاویر بنا کر بھیج دی تھیں۔

اور جب رات آغا کا فون آیا تو وہ کس قدر بے قرار تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ماما جان..... تڑپا دیا ہے مجھے..... تم واقعی اتنی پیاری ہو یا مجھے لگتی ہو کب ملو گی؟" آواز میں اتنی تڑپ تھی کہ وہ لرز گئی۔ کچھ بولا ہی نہ گیا بس چپ رہی۔

"ماما! میری زندگی..... کچھ تو بولو....." وہ بے صبری سے بول رہے تھے۔

"کیا بولوں؟" وہ بدقت آواز نکال پائی تھی۔ اور وہ رات بہت خاص تھی۔ آغا نے اسے بہت سے پیارے پیارے جملے کہے تھے۔ اسے گا کر سونگ سنایا تھا۔

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے
کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لیے
تو اب سے پہلے ستاروں پہ بس رہی تھی کہیں
تجھے زمیں پہ بلایا گیا ہے میرے لیے.....!!

اور اس نے برملا والہانہ اور بے ساختہ محبت کا اظہار کیا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی تو وہ قربان ہوئے تھے۔ ان کا بس چلتا تو اسی وقت آتے اور اسے اٹھا کر لے جاتے۔ وہ اتنے بے تاب تھے کہ ماہا کو خود پہ رشک آنے لگا تھا۔

کوئی کسی سے اتنی محبت کیسے کر سکتا ہے؟ اسے حیرت ہوتی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ منزل تک آ گئی ہو۔ وہ آغا ہی تو تھے جن کے لیے اس نے خود کو سنبھال کر رکھا تھا' اس کو لگتا تھا زندگی میں سب کچھ مکمل ہو گیا ہو۔

ایک پُرفریب بہاؤ تھا جس میں وہ دونوں بہتے جا رہے تھے۔ ہر روز وہ آفس جانے سے پہلے اس سے بات کر کے جاتے تھے۔ اسے آفس جا کر اپنی ہر روز کی تصویر بھیجتے تھے پھر سیٹنگ سارا دن چلتی روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں ان دونوں کو اتنی دلکش کبھی نہ لگی تھی۔ جتنی اب لگتی تھی ہر چیز خوشنما ہو گئی تھی۔ اس نے سیل فون میں ان کے نام کے آگے "آغا" لکھ کر ان کی شاندار سی تصویر لگائی تھی اور جب بھی ان کا میسج آتا ساتھ ان کی چمکتی ہوئی تصویر آتی تو اس کا دل مخمور سا ہو جاتا۔ مگر یہ سب زیادہ دیر نہیں چل سکا تھا۔

❀.....❀.....❀

آج صبح ہی تو وہ دونوں بات کر رہے تھے جب انہوں نے اسے بتایا کہ وہ کل شام گھر جا رہے ہیں تو وہ چند لمحے خاموش رہ گئی۔ اسے پتا تھا کہ کوئٹہ صرف ان کی پوسٹنگ ہوئی تھی ورنہ ان کا آبائی گھر گاؤں میں تھا۔

"آپ بات نہیں کریں گے وہاں جا کر؟" اس نے اداسی سے پوچھا تھا۔

"کیوں نہیں بالکل کروں گا۔" انہوں نے مستحکم انداز میں کہا۔

"لیکن اتنی دیر بات کرنا ممکن نہیں ہوگا....." وہ اسے جیسے ذہنی طور پر تیار کر رہے تھے۔

"جی وہ تو مجھے اندازہ ہے۔" اس کا لہجہ دھیما مگر پرسوز تھا۔ وہ محسوس کر گئے۔

"ماما..... جان ایسے نہیں کرو ورنہ میں جا نہیں پاؤں گا۔" وہ بے بس ہو گئے۔

"ارے نہیں میرا یہ مطلب تو نہیں تھا۔" وہ خود کو سنبھال کر بولی پھر بات بدل دی تھی۔

"وہ بچہ ہے آپ کے گھر جو پچھر لگایا ہے وہ بہت پیاری سے اتنا کیوٹ سا ہے۔" اسے یاد آیا تو کہنے لگی۔ وہ چار سال کا بہت پیارا سا بچہ تھا۔ جبھی وہ بولی تھی۔

"ہاں..... میرا بیٹا ہے۔" وہ ہنس کر بتا رہے تھے۔ لہجہ میں تفاخر تھا اس کو لگا سننے میں غلطی ہوئی تھی۔

"بیٹا؟" اس نے بے یقینی سے دہرایا تھا۔ اس کے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی۔ وہ حواس باختہ سی ہو کر اونچی آواز میں کہنے لگی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ..... آغا مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔" اس کا دل شاید کہنے لگا تھا۔

"ماما..... جان اپنے بیٹے کی بات کر رہا ہوں میں۔" وہ اس بار قدرے پرسکون ہو کر بیٹھ گئے تھے جبکہ اس سے پہلے پیکنگ میں مصروف تھے۔

وہ لمحہ بھر میں جیسے گونگی ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آگے دھند چھا رہی تھی اور دم گھٹ رہا تھا۔ فون اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ وہ اسے پکار رہے تھے مگر وہ سننے سے قاصر تھی۔ اس نے بمشکل ٹیبل کے کونے کو تھام کر اپنا توازن برقرار رکھا اور پھر ایک لمبا سانس لے کر تیز ہوتی دھڑکن کو

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھامنا چاہا مگر بے سود رہا تھا' وہ لڑکھڑا کر گری اور اس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔

دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو ماما اس کے پاس تھیں۔ اور اس نے اصحاب کہف کی طرح خود کو محسوس کیا' جو نیند میں تھے اور باہر دنیا کا سکہ بدل گیا۔ ماہا سلطان غفلت کی نیند سوتی رہ گئی اور سب کچھ ختم ہوگیا۔ اس نے فون دیکھا تو ان کے میسج موجود تھے' وہ اس کی غیر موجودگی کو لے کر پریشان تھے اور بے بسی سے کہہ رہے تھے کہ وہ کال کرنا چاہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے اور کیوں ان کے میسج کا جواب نہیں دے رہی۔

وہ رات بہت کرب ناک تھی' اس کی ہیٹ سخت تیز تھی' اس نے کتنی دوائیاں کھالیں مگر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ کس کو بتاتی! کس کے گلے لگ کر روتی؟ اسے اس قدر بے بسی ہو رہی تھی کہ دل چاہ رہا تھا کہ وہ چیختی چلاتی اس کے شہر جائے اور اس کے در پہ پہنچ جائے اس سے پوچھے کہ اسے آخر کس گناہ کی سزا دی گئی؟ کیوں اسے بے خبر رکھا؟ کیوں؟ وہ روتی رہی اور قطرہ قطرہ آنسوؤں سے اس کا تکیہ بھیگتا رہا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ آغا شاہ بدل جائیں گے' اسے حیرت تھی' ناقابل یقین سی بات تھی کہ انہوں نے آخر اس سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی' دور کیا وہ اس سے محبت کا ڈھونگ کرتے رہے' کیا وہ خوش ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہوسکتی تھی؟ انہوں نے کس بات کا بدلہ لیا تھا اس سے؟ آخر کیوں کیا تھا انہوں نے ایسا؟ وہ جتنا سوچ رہی تھی اتنا ہی کڑھ رہی تھی اور جتنا کڑھ رہی تھی اس سے زیادہ رو رہی تھی۔ وہ کس قدر پاگل تھی۔ اسے کبھی اندازہ ہی نہ ہوا تھا آخر کیا بگاڑا تھا اس نے آغا کا؟ کس بات کی سزا دی تھی انہوں نے اسے؟

وہ ساری رات بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتی رہی۔ زندگی خاک ہوگئی تھی۔

❁……❁……❁

لوگ عشق کو زوال کہتے ہیں
میں اس زوال کے عروج پہ ہوں

اس نے مردوں کی طرح رات گزاری تھی۔ اگلی صبح ان کا فون آیا تو وہ کتنی ہی دیر ان کی چمکتی تصویر کو دیکھتی رہی' کس قدر خوبصورت اور مکمل وجود تھا ان کا مگر اس نے اپنا آپ تباہ کرلیا تھا' اس نے فون اٹھا کر کان سے لگالیا۔

"ماہا……" وہ تڑپ کر بول رہے تھے۔

"جی……" اس کی جی سسکیوں میں ڈوبی تھی۔

وہ خاموش رہ گئے۔ وہ روتی رہی' وہ کتنا ضبط کرتے آخر کار بول پڑے۔

"بس کرو ماہا۔"

"میں ٹھیک نہیں ہوں۔ مجھ سے بات نہیں ہوسکے گی۔" وہ ہچکیوں کے بیچ بمشکل بول پائی تھی۔

"میں نہیں بتا پایا تھا مگر نہیں بتا سکا میں تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا تھا' مجبور تھا بے۔" وہ بے بسی بتا رہے تھے۔

"مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا آغا! مجبوری تو عورت کا زیور ہے ہمارا معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے جہاں آج بھی مرد کا تسلط ہے عورت تو بس محکوم ہے۔" وہ دل سوزی سے بول رہی تھی۔

"مجھے معاشرے میں مرد و عورت کے کردار پہ تم سے بحث نہیں کرنی ماہا! میرے نزدیک اہم یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"یہ غلط ہے آغا! بالکل غلط۔" اس نے رد کیا۔

"کیا غلط ہے ماہا…… میرا تم سے محبت کرنا؟" وہ شاکڈ رہ گئے۔

"جی ہاں۔" اس نے کہا۔

"وہ کیسے؟ محبت پہ پابندی نہیں لگا سکتا کوئی۔" وہ جتا رہے تھے۔

"ہمارا معاشرہ کسی بھی شادی شدہ مرد کو ایسی محبتیں کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔" وہ جیسے انگاروں پہ لوٹ رہی تھی۔

"معاشرہ اور اجازت؟ مائی فٹ۔ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں یہ میں خود طے کروں گا' معاشرہ نہیں۔" انہوں نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" اس نے مدھم لہجے میں کہا۔
"کیوں نہیں ہو سکتا؟" انہوں نے چیلنج کیا۔
"آپ کو اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی؟ کیوں خود کو دھوکہ دے رہے ہیں آغا؟" وہ بلک پڑی تھی۔
"میں کوئی دھوکہ نہیں کر رہا سمجھا ہوں پلیز...... دوبارہ یہ بات مت کرنا۔" وہ بھڑک اٹھے ان کی آواز بلند تھی۔
ماہا بے ساختہ سہم گئی۔
"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ رونے لگی اور ٹھنڈی پڑ گئی۔
"محبت پر زور نہیں ہے ماہا جان...... تم سے بہت پیار کرتا ہوں بے حد بہت شدت سے چاہا ہے میں نے تمہیں۔ نہیں رہ سکتا میں تمہارے بغیر۔ میں تمہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ بوجھل اور محبت سے لبریز لہجے میں کہہ رہے تھے اور ماہا...... آخرکار ایک لڑکی تھی سرتاپیر ان کی محبت میں غرق وہ ان کی پہنائی ہوئی بیڑیوں میں بخوشی جکڑ لی گئی۔ یہ جانے بغیر کہ وہ کیا کرنے جا رہی تھی۔
زندگی میں بہت سے مقامات پر ہمیں احساس نہیں ہوتا کہ ہم اپنی وقتی اور عارضی خوشی کے لیے اپنے آپ کو ایک گڑھے میں گرا لیتے ہیں اور ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک غلط اٹھایا گیا قدم ہمیں کس مقام پر لے جاتا ہے۔
ماہا سلطان بھی بے خبر تھی کہ اس کا اٹھایا گیا یہ قدم اس کی زندگی کو کس گڑھے میں لے جائے گا؟

❁......❁......❁

اس نے سمجھوتہ کر لیا۔ ہر چیز کو قبول کر لیا ان کی بیوی کو...... ان کے بیٹے کو۔ اس کا یقین تھا کہ جب وہ اس سے اتنی محبت کرتے ہیں تو وہ خود کیوں پیچھے رہے؟ مگر بس یوں ہوا کہ جب وہ گھر جاتے...... اس کی راتیں خوفناک خواب میں ڈھل جاتیں۔ وہ دوائیوں کا ڈھیر اندر پھانکتی...... مگر نیند آنکھوں کے پاس نہ پھٹکتی۔ کچن میں کام کرتے ہوئے بار بار چھری سے ہاتھوں پہ کٹ لگتے...... وہ ضبط کر کے بہتا خون دیکھتی رہتی...... کوئی کتاب لے کر بیٹھتی تو الفاظ غائب ہو جاتے۔ وہ ساری رات جاگتی رہتی۔ یہ احساس کس قدر کربناک تھا کہ وہ کسی اور کے پہلو میں تھے۔ وہ ہونٹ کاٹتی، سسکیاں ضبط کرنے کی کوشش میں نڈھال ہوئی جاتی اور تکیہ آنسوؤں سے بھیگتا رہتا۔

ادھر ان کے ستم اتنے
کہ جن کی حد نہیں کوئی
ادھر بھی ظرف والے ہیں
شکایت تک نہیں کرتے

اسے آج تک سمجھ نہیں آئی تھی کہ آغا کی طبیعت گھر جا کر اتنی خراب کیوں ہو جاتی ہے۔ اکثر انہیں سر درد ہوتا...... ورنہ چیسٹ انفیکشن...... وہ پریشان ہوتی انہیں گنتی ہی دوائیوں کے نام بتاتی اور وہ ہنس کر کہتے۔ "ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحبہ لے لوں گا۔" وہ ان کی مصنوعی ہنسی سن کر رونے لگتی تو انہیں چپ لگ جاتی۔
"آپ ٹھیک کیوں نہیں ہو جاتے آغا...... یہ اتنا سر درد آخر کیوں ہے آپ کو؟ آپ کسی نیورو سرجن کو چیک اپ کرائیں نا۔" وہ ان سے الجھ پڑتی۔
"ہاں جب واپس آؤں گا تب کرا لوں گا۔" وہ تسلی دے کر بات بدل دیتے۔
اس کو اندر کہیں یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش نہیں تھے آخر کیا کلیش تھا؟ وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے جاننے میں دلچسپی تھی دوسری طرف جب بھی اس نے آغا سے اس موضوع پر بات کرنا چاہی وہ خاموشی اختیار کر لیتے۔ وہ دوبارہ بات کرنے کی ہمت ہی نہ کر پاتی...... اور ہار کر موضوع بدل دیتی۔ وہ واپس آتے تو بالکل ٹھیک ہوتے وہ حیران ہی ہوتی رہتی۔
اور پھر دسمبر آیا "لوگوں کو جدا کرنے والا مہینہ" ان دونوں کو محبت والفت کے ایک اٹوٹ رشتے میں باندھ گیا۔ وہ چھٹیوں میں گھر نہیں گئے تھے سارا دن وہ اس سے بات کرتے رہتے اور ماہا تو جیسے ہواؤں میں تھی اس کے سب گھر والے لاہور شادی پر گئے تھے اور ہمیشہ کی طرح ماہا نہیں گئی وہ گھر پر ہی تھی اور چونکہ ساتھ ہی چچا لوگوں کا پورشن تھا اور دادا ابو بھی چکر لگا لیتے تھے اور وہ بھی تنہا تھی سو دونوں نے دل بھر کر سارا سارا دن بات کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور یہ محبت کی انتہا کے دن تھے۔ وہ دونوں اپنے سوا ساری دنیا کو بھول چکے تھے۔ پھر نیا سال آیا وہ دیر تک جاگتے رہے اور ایک دوسرے کی سانسیں سنتے سنتے سو گئے فون کال چلتی رہی۔

اس نے انہیں پہلا تحفہ بھیجا تھا۔ بہت خوبصورت شرٹ اور ٹائی..... وہ بے انتہا خوش ہوئے تھے۔ اس نے ان کو اپنی خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں خط لکھا تھا۔ وہ بے حد خوش تھے۔ اور انہوں نے بہت لاڈ سے پوچھا تھا کہ اسے کیا چاہیے وہ اسے کیا بھیجیں جواباً اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ "کچھ نہیں آپ ہیں نا میرے پاس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے محبت سے چور لہجے میں کہا اور وہ فخر سے ہنس پڑے تھے۔ اور اس شام انہوں نے اس کی دی ہوئی شرٹ اور ٹائی لگا کر جو تصویر بنائی اور ماہا کو بھیجی تھی وہ کتنی دیر اسے گم صم دیکھتی رہی تھی۔ پھر اس نے سر تکیے پر رکھ دیا اور آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے۔

اے عشق ہمیں برباد نہ کر
پہلے ہی بہت ناشاد ہیں ہم
تو اور ہمیں ناشاد نہ کر
قسمت کا ستم ہی کم نہیں کچھ
یہ تازہ ستم ایجاد نہ کر

پتا نہیں یہ کیسی محبت تھی یا پتا نہیں یہ کیسا عشق تھا؟ وہ ہر لمحہ خود کو پگھلتا اور ختم ہوتا محسوس کرتی تھی۔ اس عشق نے اسے فنا کر دیا تھا۔ اسے صرف یہ یاد رہ گیا تھا کہ آغا شاہ زمان اس دنیا کا وہ واحد انسان تھا جو اس سے محبت کرتا تھا، وہ واحد ذی نفس جس نے اس کو ماہا ہونے کا احساس دلایا تھا۔ جس کی بند مٹھیوں میں جگنو اس کی راہ کی روشنی تھے۔ اسے اس کے سوا کچھ دکھائی دیتا تھا نہ سنائی، وہ عشق کے خمار میں گم اپنے دن رات اس کے نام کر چکی تھی۔ بلکہ اپنا آپ قربان کر چکی تھی۔

اس نے لرزتی انگلیوں سے ایل سی ڈی کی اسکرین کو چھوا جہاں ان کا مسکراتا ہوا چہرہ ساکن تھا۔ اور اس کے اندر بڑی شدت کی بے تابی جاگی تھی۔ اس کا دل چاہا وہ یہ چہرہ قریب سے دیکھے، بہت پاس سے ان کی مسکراہٹ دیکھے جس کی وہ دیوانی تھی کہ جب یہ چہرہ اس کو دیکھ کر مسکرائے گا تو کیسا لگے گا؟ اور جب یہ آنکھیں جن کی چمک سے اسے اپنی زندگی روشن لگتی تھی..... ہاں یہی آنکھیں جب اس کے پاس ہوں گی تب کیا ہوگا؟ اور ان کے گلابی نرم لب..... جنہیں دیکھ کر شدت سے اسے گلابی رنگ کے سدا بہار کے پھول یاد آتے تھے، یہ لب کس طرح کھلتے ہوں گے؟ جب وہ اسے میری جان ماہا کہہ کر پکاریں گے۔

وہ اپنی خواہش کی شدت سے نڈھال ہوگئی اتنا کہ اسے لگا اگر اس نے آغا کو اپنے پاس، اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تو شاید وہ مر بھی نہ سکے گی، اس نے اپنی خواہش کا اظہار آغا سے کر دیا رہا ہی نہ گیا تھا۔

وہ تو خود بے تاب تھے فوراً ہی بول اٹھے۔

"میں تو خود کب سے مر رہا ہوں..... ماہا..... میں بھی تو یہی چاہتا تھا۔ میں ضرور آؤں گا فی الوقت یہاں کچھ مصروفیت، آفس میں، ہو سکتا ہے میں ٹریننگ پہ چلا جاؤں۔" انہوں نے اپنی مجبوری بتائی۔

اور پھر ایسا ہی ہوا دن گزرتے گئے وہ انتظار کرتی رہ گئی اور وہ ٹریننگ پہ چلے گئے ماہا کی تو جان سولی پہ اٹک گئی، کہاں وہ دونوں دن میں تین تین گھنٹے بات کرتے تھے کہاں وہ اتنے مصروف ہو گئے کہ بمشکل دس منٹ نکال پاتے، روم کسی کولیگ کے ساتھ شیئر کرنے کی وجہ سے وہ رات کو بھی بات کرنے سے قاصر تھے۔ وہ پاگلوں کی طرح سارا سارا دن فون سامنے رکھ کر بیٹھی انتظار کرتی رہتی...... اور ساری رات تڑپتی رہتی، انتظار کی سولی اور روح میں پڑتے شگاف اسے نڈھال کیے دے رہے تھے۔ چھٹی کا دن آیا تو ساتھ پارٹنر بھی لے آیا تھا۔ ان کی کال آئی تو ماہا کی آنکھیں برسنے لگیں۔

"میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی آغا..... مجھے اپنے پاس لے جائیں۔" اس نے اتنی کرب ناک آواز میں روتے ہوئے التجا کی تھی کہ انہیں لگا ان کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ کہاں یہ گوارا کر سکتے تھے، وہ بھی تو یہی چاہتے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں بہت مسائل کا شکار ہوں ماہا..... آئی آر پی بنانی ہے جس کے لیے نہ میرے پاس ٹائم ہے نہ انرجی..... ٹریننگ کا شیڈول اتنا سخت ہے کہ بہت دفعہ کھانا کھانے کا وقت بھی نہیں مل پاتا، یہ ٹریننگ ختم ہو تو کچھ کروں گا۔" ان کے لہجے میں تھکن تھی۔

"میں بنا دیتی ہوں آپ کی آئی آر پی؟" اس نے کہا۔

"ارے..... " وہ ہنس پڑے۔ "پتا بھی ہے آئی آر پی کس کو کہتے ہیں؟"

"Individual ریسرچ پیپر۔" اس نے اعتماد سے جواب دیا۔ وہ بے ساختہ متاثر ہوئے تھے۔

"آپ کو لگتا تھا مجھے نہیں پتہ اب ایسی بھی بات نہیں ہے آغا میں اتنی نالائق نہیں ہوں آپ بس مجھے ٹاپک بتا دیں۔ میں بناؤں گی آپ کی آئی آر پی اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئے گی۔" وہ ضد کر رہی تھی۔

"میری جان تم اپنے ایگزامز کی تیاری کرو..... ادھر بہت ریسرچ ورک ہے بہت تھکن مشقت والا کام ہے میں کرلوں گا اور پھر تمہیں تو کوئی تجربہ بھی نہیں تم کیسے کرو گی!"

"میں کچھ جانتی نہیں آپ مجھے بتا دیں۔ میں رات میں کام کرلیا کروں گی۔" وہ اسے پیار سے منع کرتے رہے مگر وہ جانتی تھی کہ وہ کس قدر تھکے ہوئے تھے جبکہ وہ تو سارا وقت گھر پر ہوتی تھی اس نے ضد کر کے ان سے ٹاپک لے لیا اور بہت [illegible] گئی اس کا صبر اب یوں ہوا کہ وہ دن بھر ٹریننگ میں ہوتے ماہا اپنی پڑھائی میں اور ان کی ریسرچ کرنے میں مصروف ہوتی۔ دن گزرتے گئے اور دن گزرتے انہوں نے ان کی آپس کی کشش کو مزید بڑھا دیا تھا۔

چار ماہ دس دن کی ٹریننگ کے بعد جب انہوں نے اپنی آئی آر پی جمع کرائی تو وہ سیکیورٹی گروپ کے تمام آفیسرز کے ریسرچ ورک میں سے شاندار اور بے مثال تھا۔

"ماہا سلطان" کا کچھ مزید قرض چڑھ گیا تھا ان کے اوپر۔

اس شام پاسنگ آؤٹ فنکشن میں آغا نے اس کی شرٹ پہنی تھی اور جب انہوں نے اپنی فنکشن کی تصاویر اسے بھیجیں تو فخر سے ماہا کا سر اونچا ہو گیا تھا کیونکہ آغا ان کی کامیابی میں کہیں نہ کہیں اس کا بھی تو ہاتھ تھا۔ اس رات انہوں نے کئی مہینوں بعد رات دیر تک بات کی تھی۔

"میری دعا ہے خدا آپ کو اس سے بھی زیادہ کامیابیاں دے اور ہمیشہ آپ کو اپنے رفیقوں میں سربلند رکھے۔" اس نے تو نجانے کب سے اپنی سب دعائیں ان کے نام کردی تھیں۔

جنبش لب سے بھی پہلے قبول ہو جائے
یہی دعا ہے میری تیری ہر دعا کے لیے!

اس نے آنکھیں موندتے ہوئے جذب سے کہا تھا۔

❁ ❁ ❁

مگر سب کچھ ویسا نہیں رہا تھا۔

بہت کچھ بدل گیا تھا۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد اس پر ایک اور پہاڑ ٹوٹا۔ وہ [illegible] پہاڑ اور لرزہ وہاں آ رہی تھیں چونکہ [illegible] نکاح نہیں تھا اس لیے وہ ان کے [illegible] سے آتی تھیں۔ انہوں نے اسے [illegible] تھی کہ اب وہ پہلے کی طرح [illegible] سے بات تو ضرور ہوئی مگر تم......"

پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔

کیا تم اسے بھول گئے
وہ جس نے تمہارے خوابوں میں آنکھیں
اور تمہارے رستوں میں پاؤں نذر کرلیے
جس نے اپنے سارے سپنے اور تمنائیں
صرف ایک تم تک محدود کرلیں
اور صبح شام دوپہر
اپنے تمام وقت صرف تمہارے لیے
اپنی پھیلی ہوئی ہتھیلیوں پہ لیے پھرا!!

زندگی کیا تھی صرف ایک اس کی فون کال تک ہی زندگی تھی کیا؟ اس نے کس کس طرح اپنا کمفرٹ زون سے باہر جا کر اس شخص کو سہولتیں دی تھیں اور وہ شخص قطعاً بے خبر تھا۔ اس کا دل چاہا وہ اسے بتائے اس نے بھی گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوئے اس سے بات کی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کیسے بھول سکتی تھی وہ دن؟ جب ماما نے اس کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے ہوکر اس کی باتیں سن لی تھیں۔ گھر میں ایک طوفان آیا تھا۔

"کون ہے وہ جس سے تم بات کرتی ہو؟ کس کو رو رو کر دکھا رہی تھیں؟ ایسے کون سے دکھ لگ گئے ہیں تمہیں جو تم کسی غیر مرد کے آگے رو رہی تھیں، کون ہے یہ آغا؟" ماما نے حلق کے بل چلاتے ہوئے اس کے گال پہ تھپڑ مارا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ماما آپ کو کیا ہوگیا ہے؟" وہ روتی ہوئی ٹوٹی پھوٹی سی وضاحت کررہی تھی۔ فضا نے یہ سب سنا اور چپکے سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔ اس نے اپنی فیس بک آئی ڈی اوپن کی جانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ اس نے آغا کا نام سنا ہوا تھا اور جلد ہی اسے مطلوبہ انفارمیشن مل گئی۔ رات اس نے ماما کو تفصیل بتائی تھی فیس بک پہ کسی بھی شخص کو ڈھونڈنا قطعاً کوئی مسئلہ نہ تھا اور آغا شاہ زمان تو اس صورت میں اسے جلد ہی ڈھونڈ لیا کہ وہ ماما کا مشترکہ دوست نکلا۔ اس نے اس کی ٹوٹل پروفائل چیک کی اور ماما کو ساری رپورٹ دے دی اور اگلی صبح ان سے لیے ایک نیا تماشا تیار کھڑا تھا۔

"پوری دنیا میں تمہیں وہی ملا تھا جو ایک بچے کا باپ؟ جانتی کتنا ہو تم اسے؟ یہ جو ایسی لڑکیاں ہیں نا ان کا اندر سڑا اور گھٹیا ہوتی ہے تمہیں اندازہ ہی نہیں یہ کس قدر بے رحم ہوتے ہیں یہ جذبات و احساسات نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ان کے اندر......" ماما گلے کی رگیں پھلا پھلا کر بول رہی تھیں۔ اور اس کا ہر ہر مسام ان کی رائے کے خلاف تھا۔ وہ انہیں غلط کہنا چاہتی تھی اس کے اندر بڑے غضب کی مزاحمت اٹھی تھی مگر انہوں نے بولنے کا موقع ہی کب دیا تھا۔

"مرد اس کائنات کی سب سے بدتر مخلوق ہے ماہ...... یہ ہمیشہ چور دروازہ کھلا رکھتے ہیں، کسی کے گھر کی ملکہ بننے کی بجائے تم اس کا چور دروازہ بن گئی ماہا...... جانتی کتنا ہو تم مردوں کو...... وہ شخص تمہیں استعمال کررہا ہے...... ٹشو پیپر کی طرح وہ جس دن تمہیں لپیٹ آئے گا تب مجھے ضرور بتانا۔" وہ زہر زہر الفاظ اس کو سناتی باہر چلی گئیں۔ اور وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گری روتی رہی۔

"آغا...... ایسے نہیں ہیں، وہ ایسے نہیں ہیں۔ وہ مجھے ضرور اپنا بنا کر لے جائیں گے، وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ وہ پیار کرتے ہیں میری، میرے احساسات و جذبات کی، وہ ایسے نہیں ہیں۔" وہ بڑبڑاتی رہی۔

اور جب اسی وقت ان کا فون آیا تو ماہا کو روتے دیکھ کر ان کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔ انہوں نے بہت اصرار کرکے جاننے کی کوشش کی تھی کہ وہ اسے معاملہ بتائیں مگر وہ کچھ بھی بولے بنا بس روتی رہی اور یہی کہتی رہی کہ وہ اسے چھوڑیں گے تو نہیں!! انہوں نے اسے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

"میں تمہیں اپنانے آؤں گا ماہا ہر صورت۔" وہ اسے یقین دلا رہے تھے اور ان کی محبت نے وہ سارا زہر جیسے دھو ڈالا تھا جو ماما اس پر انڈیل کر گئی تھیں۔ اسے یقین آگیا کہ وہ ان کے لیے کھلونا نہیں تھی۔ نہ ہی وہ اسے استعمال کررہے تھے۔ وہ اسے باعزت طریقے سے اپنائیں گے اسے اپنے گھر کی ملکہ بنائیں گے اور تب وہ ماما کو غلط ثابت کردے گی۔

ہاں وہ کس قدر بے خبر تھے کہ وہ اپنے گھر میں کیا کچھ فیس کررہی تھی!! وہ سسک سسک جاتی، وہ اس سے دور ہورہے تھے کیونکہ اب ان کی بات بہت کم ہوتی تھی ان کی کزنز ساتھ رہتی تھیں وہ کسی انکوائری کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔ وہ سخت فرسٹریشن کا شکار رہنے لگی۔ ہر وقت کی بیٹ تیز اور ہائی بی پی...... دوائیوں کا ڈھیر کھا کر بھی اسے سکون نصیب نہ ہوتا، وہ روتی تو وہ چڑ جاتے۔

"کیوں روتی ہو ماہا؟ اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" وہ زچ آ کر کہتے۔

"میں بھی تو اپنا بیسٹ دے رہی ہوں۔ میں نے کہاں کمی کی ہے۔" وہ بھی تڑپ کر پوچھتی تو وہ خاموش ہوجاتے۔

"آپ کب آئیں گے آغا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بہت جلد۔"

"اگر میں آ جاؤں تو؟"

"تم پاگل ہو؟"

"نہیں بتائیں نا...... اگر میں آ جاؤں تو آپ مجھے پہچاننے سے انکار کردیں گے؟"

"پاگل مت بنو ایسا کوئی قدم مت اٹھانا۔"

"کیوں کیا ساتھ میں ایک کپ چائے بھی نہیں پئیں گے؟"

اس بار وہ چند لمحے چپ رہے۔ اس پاگل لڑکی کے لہجے میں جو آس تھی اس نے انہیں چپ لگادی تھی۔

"صرف چائے کیوں؟ کھانا کھلاؤں گا وہ بھی اپنے ہاتھوں سے۔" انہوں نے صدق دل سے کہا۔ وہ کھل اٹھی۔

"ہم اہل جنون لوگ ہیں سرکار...... ایسا نہ کریں ہمارے ساتھ ورنہ یوں نہ ہو کسی دن دروازے پہ دستک ہو اور ہم آ جائیں۔" وہ شوخی سے بولی۔

جواباً وہ ہنس دیئے تھے۔

❁......❁......❁

اور پھر اس کے سی ایس ایس کے پیپرز آ گئے۔ آغا نے ہر قدم پر اس کا ساتھ دیا۔ وہ ان سے سپورٹ کرتے ملی اور پیپرز دے کر آنے کے بعد سب سے پہلے انہی کو کال کرتی۔ پاپا تو اس سارے قصے سے لاعلم تھے۔ وہ یہی سمجھتے تھے شاید اپنی کسی دوست یا کلاس میٹ سے ڈسکس کرلی ہے۔ بالآخر پیپرز یوں ہوئے کہ پتا بھی نہ چلا۔ اور بس اس کے بعد وہ گھر میں بالکل فارغ تھی۔ اب اس کا سارا دھیان آغا کی سمت لگ گیا۔

اور دراصل یہیں سے اس کا زوال شروع ہوا تھا۔

پاپا کے کسی دوست کے بیٹے کا پرپوزل آیا تھا۔ ماما تو رضامند تھیں مگر اس نے دبے دبے لفظوں میں انکار کردیا۔ پاپا نے بلا کر وجہ پوچھی تو اس نے سی ایس ایس کی آڑ لے لی۔ ماما خون کے گھونٹ پی کر رہ گئیں۔ انہیں سب سمجھ آ رہی تھی مگر وہ پاپا کے سامنے یہ راز فاش کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

"مجھے سی ایس ایس مکمل کرلینے دیں پاپا۔ اس کے بعد آپ جو بھی فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔" اس نے درخواست کی تھی۔

پاپا نے بلا رد و کد مان لی۔ اور وہ رات جاننے کے باوجود آغا سے یہ بات چھپا نہیں سکی تھی۔ انہیں جیسے کرنٹ لگا تھا۔

"آغا! میں کب تک اپنا دفاع کرسکوں گی؟ مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ پلیز اب تو آ جائیں۔" وہ التجائیہ انداز میں کہتی رو پڑی۔

"تم اپنا سی ایس ایس کرلو میں تم سے شادی کرلوں گا۔" انہوں نے شرط رکھ دی۔ وہ دنگ سی رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے آپ ویسے مجھ سے شادی نہیں کرسکتے؟" وہ چونک کر پوچھ بیٹھی۔

"اس میں تمہاری ہی بہتری ہے۔ تمہاری پوسٹنگ ہوجائے گی تو تمہارے پاس اتھارٹی ہوگی۔ تم مجھ پہ ڈیپنڈنٹ نہیں رہو گی۔ میں جو کہہ رہا ہوں یہ بہت ضروری ہے۔" انہوں نے تحمل سے سمجھایا۔

"اور اگر میرا سی ایس ایس نہ ہوا تو......؟" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"مجھے پورا یقین ہے تم پر۔" وہ فخر سے بولے تو وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔ پتا نہیں تقدیر میں کیا لکھا تھا فی الوقت تو اس کی قسمت میں بس انتظار ہی رہ گیا تھا۔

اس کا برتھ ڈے آیا تو آغا نے اسے ایک بہت حیران کن سرپرائز دیا تھا انہوں نے اس کے لیے سفید رنگ کا ایک بہت خوب صورت سندھی اسٹائل کا لباس بھیجا تھا اور ساتھ ڈھیر سارے پھول۔ وہ جیسے ساتویں آسمان پہ جا بیٹھی۔ حالانکہ اس نے سفید رنگ کبھی نہیں پہنا تھا۔ مگر جب انہوں نے بھیجا تو گویا اس پر فرض ہوگیا تھا پہننا...... انہوں نے اس کو ہیپی برتھ ڈے سونگ گا کر وش کیا تھا۔ اس کو بہت سے دعائیہ پیغامات بھیجے تھے اور وہ بے ساختہ ہنس پڑتی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ تقدیر اس کے ساتھ کیا چال

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چل رہی تھی۔

❁ ❁ ❁

حکومت بدل گئی تھی اور اس کے نتیجے میں پورے ملک میں بیوروکریسی میں بھی شدید انتقامی اکھاڑ پچھاڑ جاری تھی۔ اس کی زد میں آغا کا محکمہ بھی آ گیا تھا۔ آفیسرز کے فون ریکارڈ کیے جا رہے تھے جبکہ سرکاری دفاتر تو آل ریڈی بگڈ ہوتے تھے انہوں نے اسے فیس بک پر میسج کر کے یہ سب کچھ بتایا تھا اور اسے کال کرنے سے سختی سے منع کیا تھا۔

اس دن وہ سارا وقت جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگتی رہی کہ ان کا جو بھی مسئلہ تھا وہ فوراً حل ہو جائے۔ وہ ان سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔

موسم بھی بارشوں کا تھا۔ ایسے میں رک رک کے دھڑکتا اس کا دل، وہ اس معمول کی عادی ہی نہ ہو پا رہی تھی۔ اسے لگتا جب تک وہ صبح ان کی آواز نہ سن لے گی اس کی صبح ہی نہ ہوگی نہ ہی سورج اس کی کھڑکی پہ اپنی کرنیں پھیلائے گا۔ وہ جاگ کر بھی لیٹی رہتی اور نیم غنودگی میں بھی فون دیکھتی رہتی۔ اس کو انتظار ہی رہتا وہ اس کا دل بہلا سکتا۔

اس انتظار نے اسے اندر سے توڑ دیا تھا۔ وہ فطرتاً رجائی تھی۔ وہ بکھرتی رہتی تھی۔

اس نے فیس بک پہ انہیں میسج کیا۔

"آپ کہاں گم ہیں آغا؟ آخر کب ختم ہوگا یہ سب؟ میں اس سچویشن کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔" اس کے ساتھ رونے والی آئی کون لگے تھے انہوں نے جب جواب لکھا تو از حد غصے میں تھے۔

"ادھر میں ایک Mess میں پھنسا ہوا ہوں اور تمہیں اپنی نازک مزاجی کی پڑی ہوئی ہے تم مت کرو کانٹیکٹ۔ اور نہ ہی انتظار۔"

وہ شاکڈ رہ گئی تھی۔ اسے اپنے درمیان پہلی مرتبہ ایک بہت بڑی دراڑ نظر آ رہی تھی۔ وہ اسے اس قدر غلط سمجھ رہے تھے اسے بے تحاشا دکھ ہوا تھا اور جب رات گئے تک ان کا کوئی ٹیکسٹ نہ آیا تو اس کا بایاں بازو درد کرنے لگا وہ درد سے کراہتی رہی، ماما آئیں تو اس کی حالت دیکھ کر دہل سی گئیں۔

"کیا کر لیا ہے تم نے خود کو؟ کیا ہوا ہے؟" وہ گھبرا کر بولیں۔

وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہی تھی۔ ماما نے فوراً پاپا کو بلایا، انہوں نے ڈاکٹر کو کال کی۔ ڈاکٹر آیا چیک اپ ہوا اور ایک نئی پریشانی تیار تھی۔

"یہ بازو کا درد ٹھیک نہیں، یہ انجائنا کا Symptom ہے اور دل کو ہارٹ اٹیک کا بھی سبب بن سکتا ہے۔ انہیں کہیں یہ خود کو ریلیکس رکھیں اور خوش رہنے کی کوشش کریں۔ یہ شدید اسٹریس لینے کا نتیجہ ہے اور اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔" ڈاکٹر نے تفصیل سے انہیں بتایا تھا اور ساتھ ہی دوائیوں والا نسخہ ان کی طرف بڑھایا۔ دونوں خاموشی سے سنتے رہے پاپا دوائیاں لے آئے تھے۔ رات گئے جب انہوں نے ماما کو بلایا تو ان کے چہرے پر عجیب سی سرد مہری تھی۔

"کیا بات ہے...... ماما کو کیا ہوا ہے؟" انہوں نے انکوائری شروع کی۔

"مجھے تو خود نہیں پتہ۔" وہ گھبرا کر وضاحت دینے لگیں۔

"کیوں...... کس قدر لاعلم عورت ہو تم...... تم ماں ہو اس کی؟ تمہیں خبر ہونی چاہیے کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جس نے اسے اس حال تک پہنچا دیا ہے؟" انہوں نے دو ٹوک کہا۔

"سلطان! میری بات کا یقین......" انہوں نے وضاحت دینی چاہی۔

"مجھے بے وقوف مت بناؤ ساحرہ! میں بچہ نہیں ہوں آخر ایسی کون سی بات ہے جس نے میری بیٹی کو یوں پریشر آئز کیا ہے؟ یہ پیپرز کا معاملہ تو قطعاً نہیں ہے۔"

"اس لیے کہ یہ پریشانی میں نے اس کے امتحان کے دوران بھی اس کے چہرے پہ نہیں دیکھی گھر میں بھی کوئی بات نہیں ہوئی تو پھر آخر ایسی کون سی بات ہوگی ہے جس

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے اسے اتنا تنگ کر رکھا ہے۔ پلو سا کرو۔" وہ زچ رہے تھے۔ ماما گم صم سی ہو گئیں۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ایسا واقعی نہیں ہے۔" انہوں نے اتفاق کیا۔

"یہ تصدیق بیان مت جلدی کرو.... مجھے صاف صاف بتاؤ کہ کیا وہ کہیں انوالو ہے؟" انہوں نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

ماما کا رنگ اڑ گیا۔ "ایسی تو کوئی بات نہیں۔" انہوں نے اٹک کر کہا۔ پاپا نے خاموشی سے ان کا چہرہ جانچا اور پھر بلند آواز میں فضا کو آواز دی۔

فضا اندر آئی تو انہوں نے تند و تیز لہجے میں اس سے بھی وہی سوال کیا۔ فضا کے تاثرات سے انہیں مزید شک لگ گئی۔ انہوں نے مزید سختی سے باز پرس کی تو وہ ڈر گئی۔ اس نے باپ کا کب ایسا لہجہ دیکھا تھا؟؟ اس نے سہم کر سارا سچ بتا دیا۔ پاپا کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔ انہوں نے بڑی رحمت کے ساتھ فضا کی ساری بات سنی کیا یہ رہی تھی وہ؟ کیا ان کی بیٹی کسی شخص سے انوالو تھی؟! اور وہ شخص تھا کون؟! ایک شادی شدہ.... ایک بچے کا باپ.... جسے ماتم کناں تھے۔ انہوں نے اس کے بعد کھانا [illegible] چھوڑ دیا تھا اور کمرے میں خود کو بند کر لیا [illegible] جھولتے ہوئے انہوں نے وہ [illegible] کوشش کی تھی جس کی سزا انہیں ان کا [illegible] اور اگلے دن وہ اس کے کمرے میں گئے [illegible] اس کا سر [illegible] رہے تھے اور پھر جب وہ ان کا چہرہ [illegible] کرنے لگی تو انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا وہ اس سے بات کرنے آئے ہیں۔

"بابا تم میری بیٹی نہیں بیٹا ہو۔ میں نے تمہیں کبھی کسی کام سے نہیں روکا۔ ہمیشہ تمہیں ہر طرح کی آزادی دی۔ تمہیں پتا ہے سانپ جب کسی چڑیا کے گھونسلے میں گھس کر اس کے بچوں کو کھا لیتا ہے تو دنیا اسے کیا کہتی ہے؟ دنیا اسے غاصب کہتی ہے اور سب اس سے نفرت کرتے ہیں۔" وہ پیار سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ وہ ابھی ہونق نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔ وہ جیسے ان کی بات کی گہرائی سمجھنے سے قاصر تھی مگر ان کے اس طرح پیار کرنے پہ اس کے اندر ایک سکون اتر آیا تھا۔ وہ بچپن میں اسے اس طرح پیار کیا کرتے تھے۔

"ایک آسمان پہ اڑنے والے پرندے کو اگر پانی میں رہنے والی ایک مچھلی سے پیار ہو جائے تو وہ کیا کریں گے....؟ کچھ بھی نہیں پرندہ پانی میں رہے گا تو مر جائے گا اور مچھلی پانی سے باہر آئے گی تو تڑپ تڑپ کر جان دے دے گی۔ وہ مل نہیں سکتے مل کر کبھی رہ نہیں سکتے اور جب ان کا ملاپ ممکن نہیں ہو پاتا تو وہ واپس اپنی اپنی دنیا میں لوٹ جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح ایک شخص وقتی دل بہلانے کے لیے کہیں [illegible] جاتا ہے تو اسے رہائش کے لیے کسی [illegible] میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ وہ وقتی طور پر وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے واپس اپنے وطن چلا جاتا ہے وہ وہاں [illegible] اپنے آپ کو ریلیکس کرنے کے [illegible] وہ سب اچھا لگتا ہے مگر کب تک؟؟ آخر کار اسے اپنا وطن اور اپنا گھر یاد آنے لگتا ہے اور وہ واپس جانے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔

میں نے تمہارے بارے میں بہت بلند اور خوشنما خواب دیکھے ہیں۔ میں نے تمہیں ہمیشہ بہت مضبوط دیکھنا ہے میرا کوئی بیٹا نہیں ہے مگر میں نے تمہیں ہی اپنا بیٹا سمجھا ہے اس لیے مجھے کبھی ایسا نہیں لگا کہ میں اکیلا رہ جاؤں گا۔ اور میری شہزادی بابا اپنے آپ کو شہزادی بناؤ۔ تمہیں پتا ہے شہزادیاں اپنے وقار میں رہتی ہیں۔ اپنے وقار سے نیچے نہیں آتیں۔ خود کو ذلت کی دلدل میں مت گراؤ.... تمہیں چڑیا بننا ہے جو گھر بساتی ہے گھونسلہ سنوارتی ہے سانپ نہیں جو کسی کے بچے کھا جاتا ہے۔ میں تمہیں وہ مچھلی بھی نہیں بنتے دیکھ سکتا جو تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے اور نہ ہی تم وہ ریسٹ ہاؤس ہو جسے کوئی اپنی وقتی تسکین کے لیے استعمال کرنے کے بعد ویران کر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چلا جائے۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے مگر میں چاہتا ہوں تم سنبھل جاؤ، خود سوچو اور درست فیصلہ کرو۔" انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور باہر نکل گئے۔ وہ کسی عام تنگ نظر اور قدامت پرست سوچ کے حامل ہوتے تو اس پر زندگی کا دائرہ تنگ کردیتے۔ اس کا فون چھین کر کہیں آنے جانے پر پابندی لگا دیتے مگر انہوں نے اس کے آگے ہر مثال کھول کر رکھ دی تھی۔ اس کو دلیل سے بات کرنا اچھا لگتا تھا اور انہوں نے اسے منطق کے جال میں پھنسایا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ بہت بہتر فیصلہ کرے گی۔

❀......❀......❀

پڑ گیا بربادیوں سے واسطہ
راکھ کی سوداگری مہنگی پڑی!

اور ماہا سلطان مرگئی۔ وہ جیتے جی مرگئی۔ اپنے پاپا کے منہ سے وہ سب سن کر وہ زندہ کہاں رہ پائی تھی۔ اس کے ہاتھوں سے اعتبار اور یقین کی چادر پھسل گئی تھی۔ اسے ایسے لگ رہا تھا کہ اب وہ زندگی بھر کبھی بھی اپنے باپ سے نظر اٹھا کر بات نہیں کرسکے گی۔ شاید وہ اس قابل ہی نہ رہی تھی۔

آغا سے اس کی بات ہوئے چار دن ہوگئے تھے۔ پورے دن میں صرف تین ٹیکسٹ آئے۔ اسے ایسا لگ رہا تھا ہر چیز اس کے ہاتھوں سے گرتی جا رہی ہو۔ وہ کس قدر خسارے میں تھی۔ اپنے باپ کا نہیں بلکہ اپنا اعتبار کھو کر...! اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

پانچویں دن اس نے تھک ہار کر نمبر بند کرتے ہوئے اور کچھ ڈرتے ہوئے ان کے آفس کال کردی۔ فون ان کے پی اے نے اٹھایا تھا۔ وہ کچھ ٹھٹک سی گئی۔

"سر آغا سے بات کروا دیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

کچھ دیر بعد اس کی کال کنکٹ کردی گئی۔

"ہیلو...." کچھ دیر بعد ان کی مصروف سی آواز اسپیکر سے ابھری۔ اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ پانچ دنوں بعد وہ ان کی آواز سن رہی تھی۔

"میں ماہا...." اس نے بہت جھجک کر کہا۔ انہیں جیسے شاک لگا تھا۔

"ماہا تم...." وہ بے ساختہ اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

"تم نے کیوں کی آفس کے نمبر پہ کال۔" طیش سے ان کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنا تھی۔" اس نے کمزور سی وضاحت دینے کی کوشش کی تھی۔

"ضروری بات؟ کون سی ضروری بات؟ تمہیں اندازہ ہے تم نے کیا کیا ہے؟ کیوں کیا تم نے آفس کے نمبر پر فون؟ تمہیں پتہ ہے یہ کس قدر حساس معاملہ ہے اور تم نے.... تم سے ذرا صبر نہیں ہوا۔ کیوں تم میرا تماشہ بنوانا چاہتی ہو؟ مجھے کیوں برباد کرنا چاہتی ہو؟ اگر کوئی بھی انکوائری شروع ہوگئی تو میں کیا کہوں گا کون ہو تم؟ تمہیں قطعاً اس ... بھڑک کر بول رہے تھے۔ آواز میں نرمی نام کی ... وہ شاکڈ تھی۔ یہ کون تھے؟ ان ... نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ ... بے خبر تھی۔

"دوبارہ اس نمبر پہ کال مت کرنا۔ ورنہ مجھے مجبوراً تمہارا نمبر بلاک کروانا پڑے گا۔" انہوں نے دھمکی نہیں دی تھی؛ سچ بتایا تھا وہ یہ واقعی کرسکتے تھے۔ وہ اس شخص کے اختیارات سے واقف تھی۔

اس کے بعد فون کھٹاک سے کریڈل پر پٹخ دیا گیا۔

ماہا کو لگا اس کو بھی آغا نے یونہی اٹھا کر اپنی زندگی سے باہر پھینک دیا تھا۔

اس نے سرد ہاتھوں کے ساتھ فون ایک طرف ڈال دیا اور پھر سے آنکھیں بہنے لگیں۔

❀......❀......❀

اس رات انہوں نے اسے کوئی میسج نہ کیا تھا۔ جبکہ اس نے سوری کے ۳۸ میسج کردیے تھے مگر دوسری طرف تو خاموشی تھی۔ اس کا ضبط آخری حد تک جا چکا تھا مگر اس کی آنکھیں اب درد کے سرخ ہو رہی تھیں۔ پڑے سوچ چکے تھے مگر انہیں کوئی خبر نہ تھی۔ بے بسی تھی کہ رگ رگ توڑ رہی تھی۔ اسے یقین آرہا تھا کہ یہ آغا ہی تھے آخر ایسی بھی کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خطا کردی تھی اس نے جس کی انہوں نے اسے اتنی سخت سزا دی تھی۔

اگلے دن اس نے بتادیا کہ پاپا کو سب کچھ پتا چل گیا ہے اور اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تبھی وہ مجبور ہوگئی تھی انہیں کال کرنے پر یہ میسج کرنے کی دیر تھی کہ ان کی کال آگئی۔

اس نے پہلی بیل پہ ہی فون اٹھالیا۔

"کیا ہوا ہے ماہا...... تمہاری طبیعت کو؟" وہ تشویش سے پوچھ رہے تھے۔

جواباً اس نے روتے ہوئے سارا سچ بتادیا تھا۔ وہ دم بخود سنتے رہے۔

وہ ان کی لمبی خاموشی کے دوران مسلسل روتی رہی پھر بھی وہ نہ بولے۔

"کچھ تو کہیں آغا۔" وہ اذیت سے پوچھ رہی تھی۔

"مجھے چھوڑ دو ماہا۔" انہوں نے بہت تھکے ہوئے لہجے میں گویا بات ختم کردی تھی۔ ماہا کو لگا کسی نے اس کو سو والٹ کا کرنٹ لگادیا ہو۔

"میں...... مرجاؤں گی...... آغا خدا کے لیے مجھے مت ماریں...... خدا کے لیے...... میرے ساتھ ایسا مت کریں مجھے اور کوئی نہیں اپنا سکتا۔ میرا دل اور کسی کا نہیں ہوسکتا آپ ہی سب کچھ ہیں میرا [illegible] تو سکتی ہوں مگر آپ کو چھوڑ نہیں سکتی۔" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔

ان کی چپ میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ ماہا روتی رہی یہاں تک کہ فون بند ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دل بھی اس دن اس نے سارا دن کچھ نہ کھایا تھا۔ اس کے ذہن میں جیسے آغا کے الفاظ چپک کر رہ گئے تھے۔ وہ مردوں کی طرح بیڈ پہ پڑی رہی گویا دیمک تھی جو اسے چاٹ رہی تھی اور وہ ختم ہورہی تھی۔

❁......❁......❁

ہاں یہ تو دنیا کے قانون میں شامل ہے کہ جب زوال شروع ہوتا ہے تو سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور تقدیر پھیر کھاتی ہے تو ہر چیز الٹ جاتی ہے اور وہ سب اچھے وقتوں کی باتیں ایک مذاق محسوس ہوتی ہے اور سیدھے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔

ان دونوں کے درمیان بھی کچھ نہ ٹھیک رہا تھا بلکہ سب کچھ غلط ہوگیا تھا۔ زندگی کی چال بدل گئی تھی۔

آغا کو آج کل سب کچھ بھولا ہوا تھا۔ ان کے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا وہ بے حد پریشان تھے۔ انہیں اپنے بابا سے بہت پیار تھا انہوں نے بھی اچھے وقتوں میں ماہا کو بتایا تھا کہ ان کے بابا نے ان پر بہت محنت کی تھی اور انہیں اس عہدے تک لے کے آنے میں انہوں نے دن رات ایک کردیا تھا۔ قدم قدم پر ان کی رہنمائی کی تھی۔ آغا اسے بتاتے تھے کہ انہیں افسری پلیٹ میں رکھی ہوئی نہیں ملی تھی۔ وہ سیلف میڈ انسان تھے انہوں نے بہت محنت کی تھی اس مقام تک پہنچنے کے لیے اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ ان کے بابا کا تھا۔ وہ سب [illegible] تھی جیسی کی خاموشی سے ان کے [illegible] بات کر کے باقی سارا دن پھر وہی [illegible] ہوتی تھی۔

[illegible] اپنے بابا کے پاس گئے تھے۔ اس نے [illegible] کر کے اسے جھاڑ دیا۔

"[illegible] تو موقع محل کا لحاظ کرلیا کرو ماہا یہاں بابا [illegible] ہیں اور تمہیں اپنی پڑی ہے۔" وہ سخت جھلائے ہوئے بیزار تھے۔

"میں صرف ان کی طبیعت پوچھنا چاہ رہی تھی۔" وہ گڑبڑا کر بولی تھی۔

"وہ ٹھیک ہیں پہلے سے یہاں بہت سے گیسٹ آرہے ہیں پلیز ڈسٹرب مت کرنا اب۔" انہوں نے روکھے لہجے میں کہتے ہوئے فون بند کردیا۔

اس کے بازو میں بڑا شدید درد اٹھا تھا اسے ڈاکٹر کی ہدایت یاد آئی جس میں اسے کوئی سخت پریشانی لینے سے بری طرح بچانے کو کہا گیا تھا۔ وہ نیم جاں سی وہاں پڑی رہی اس کا سارا وجود پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے ٹیبلٹ منہ میں ڈال اور پانی کا گلاس منہ سے لگالیا۔

اگلا دھچکا اسے رات کو لگا جب بابا نے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاس بلایا تھا۔

"میں نے فہد کو تمہارے لیے پسند کیا ہے منگنی تمہارا رزلٹ آنے کے بعد ہی رکھی جائے گی۔ میں تمہارا باپ ہوں میرا اتنا حق تو بنتا ہے کہ میں تمہارے لیے جو بہتر سمجھتا ہوں وہ کرلوں۔" انہوں نے ہموار واضح میں متوازن لہجے میں کہا اور اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

جبکہ وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ وہیں بیٹھی رہ گئی تھی۔ حالات و واقعات بڑی تیزی سے اس کے خلاف ہوگئے تھے اور وہ ایک پنجرے میں بند قیدی کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی۔

دوسری طرف اگلی بری خبر اسے آغا کے ٹرانسفر کی ملی تھی اور اس بار ان کی فیملی بھی ان کے ساتھ تھی۔

انہیں نئی گاڑی بھی حکومتی تحویل سے ملی تھی وہ خوش تھے کیونکہ اب وہ اپنے اماں بابا کو بھی ساتھ رکھنے والے تھے۔

ماہا کے اندر سناٹے اتر آئے۔ اس کا مطلب صاف یہی تھا کہ وہ اس سے بات کرنا بالکل بند کرنے والے تھے۔ ظاہر ہے وہ تب تک ہی بات کرسکتے تھے جب تک وہ تنہا تھے دوسرے جب ان کی فیملی ان کے پاس آ گئی تو انہیں کس چیز کی ضرورت تھی بھلا؟ پھر وہ چاہے ماہا ہو یا کوئی اور......؟

"ایک منٹ ہوگا آپ کے پاس؟" وہ بھک منگوں کی طرح پوچھتی ذلت سے مرجاتی تھی اور وہ ایک منٹ کی فون کال بھی یوں اٹینڈ کرتے گویا احسان عظیم کررہے ہوں۔ وہ صرف دور ہی نہیں ہوئے تھے بیزار بھی ہوگئے تھے اور اس چیز کا احساس ماہا کو بڑی شدت سے ہوا تھا۔

❀......❀......❀

اس کا سی ایس ایس کا رزلٹ آنے میں صرف دو دن رہ گئے تھے اور اس نے آج سوچ لیا تھا کہ اسے آغا کو پاپا کی فہد والی بات بتا دینی چاہیے کیونکہ یہی صحیح وقت تھا۔ وہ اگر خود آ جاتے تو کتنا اچھا ہو جاتا پاپا مان جائیں گے اور پھر وہ آغا کی یہ شرط بھی پوری کردے گی کہ اس کی اپنی جاب ہوگی انہیں دو گھر نہیں چلانے پڑیں گے۔ کیونکہ وہ اپنا بوجھ خود اٹھائے گی۔ اس نے ان سے کہا تھا کہ آج وہ گھر جانے سے پہلے اس سے بات کرکے جائیں گے اور جب ان کا فون آیا تو اس نے جھٹکے سے فون اٹھایا اور جھپٹ پڑی۔

ابتدائی سلام دعا کے بعد اس نے اپنی بات شروع کی تو وہ ٹھٹک گئے۔

"یہ ممکن نہیں ہے ماہا۔" انہوں نے بڑے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ کر اس پر گویا بم پھوڑا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ تڑپ گئی۔

"میں اب ایسا کوئی قدم اٹھانے کی کنڈیشن میں نہیں ہوں ماہا پہلے کی بات اور تھی اب میری فیملی میرے ساتھ ہے۔"

"آپ کس طرح اتنی بڑی بات کہہ سکتے ہیں؟ آغا! میں پاپا کا فیصلہ کیسے مان لوں؟ یہ ناممکن ہے اور فیملی ساتھ ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ میں کون سا ان کے اعتراضات کے لیے آ رہی ہوں۔" وہ پاگلوں کی طرح وضاحتیں دینے لگی۔

"میں اس قسم کا کوئی بھی کام کرکے اپنے کیریئر کے اس اسٹیج پر اسکینڈلائز نہیں ہوسکتا ماہا مجھے اپنی جاب سے اپنی پوسٹ سے بہت پیار ہے اور سب سے بڑی بات بابا کی ہے میرے بابا ہارٹ پیشنٹ ہیں میرا ایک غلط فیصلہ انہیں موت کے منہ میں لے جائے گا۔ میں ایسا کچھ نہیں کرسکتا جس سے انہیں دکھ پہنچے۔" ان کا لہجہ دوٹوک تھا۔

ماہا کو لگا کسی نے اسے گونگا کردیا ہو۔

"آغا! میں کیسے زندہ رہوں گی؟ میں مرجاؤں گی۔" وہ بے بسی سے بچی رو پڑی۔

"پلیز ماہا مت رو مجھے دکھ ہوتا ہے اور کوئی بھی نہیں مرتا کسی کے بغیر۔" انہوں نے کہا۔

"ایسا مت کہیں آپ ایسا نہ کریں میرے ساتھ۔"

"میں کیا کررہا ہوں۔ میں تو تمہیں اس نقصان سے بچانا چاہتا ہوں جو تم اپنا کرنے پر تلی ہو تمہارے گھر والے بھی نہیں مانیں گے فضول کی کوشش کرنے کا فائدہ؟ تم تو بے وقوف ہو میں چاہتا تھا ہمارا تعلق ختم نہ ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں نے ہمیشہ اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں رکھی۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ کبھی آفس کے نمبر پہ کال نہیں کروگی مگر تم نے اپنا پرامس توڑ دیا میرا تماشہ بنایا آفس میں۔ تم نے کبھی میرے ساتھ کمپرومائز نہیں کیا۔ میں نے ہمیشہ ہر ممکن حد تک کوشش کی کہ ہمارے درمیان مسائل نہ پیدا ہوں مگر تم مطمئن نہیں ہوئیں۔ میں اب مزید تماشے افورڈ نہیں کرسکتا۔ میں اپنے بابا کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میں ان کی واحد پونجی ہوں اس لیے بھی میں کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔" الفاظ تھے کہ تیزاب میں بھیگے ذلت کے تھپیڑے جو اس کو جلا کر راکھ کرگئے۔

"میں بے وقوف ہوں..... میں نے غلط کیا سب کچھ۔ سب الزام میرے سر، سب سوال مجھ سے؟ مجھ سے جان چھڑانے کا یہی طریقہ ملا ہے آپ کو؟" وہ چیخ کر پوچھ رہی تھی اس کا بی پی ہائی ہو رہا تھا اور اس کے گال تپ رہے تھے۔

"اب آپ کو اپنی فیملی یاد آ گئی ہے تب یاد نہیں تھی جب نمبر دیا تھا۔" وہ چلا رہی تھی۔

"یہی سوال ہے تمہارا..... اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی میرے بابا کی مرضی سے ہوئی تھی میری بیوی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ میں اس سے بات نہیں کر سکتا [illegible] ہماری آبائی زبان کے علاوہ کوئی زبان نہیں [illegible] ایک پڑھا لکھا مرد ہوں میرا بھی ایک آئیڈیل تھا کہ ایسا ساتھی ہو جس کے ساتھ مکمل ہم آہنگی ہو کوئی ایسا ہو جو مجھے محسوس کر سکے۔ تم ملیں تو لگا وہ کمی پوری ہو گئی ہو..... مگر اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اپنی بیوی کو اٹھا کر باہر پھینک دوں۔ وہ میرے بیٹے کی ماں ہے۔" انہوں نے آخر کار آج سچ اگل دیا تھا۔

ماہا کو لگا اس کی روح چھلنی ہوگئی ہو۔ اس کے الفاظ گم ہو گئے۔

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے آغا شاہ زمان" اس نے گویا دھمکی دینے کی کوشش کی تھی۔

"تم خوش نہیں ہو نا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ ہوں خوش ہوں تم تو چاہتی یہ ہو کہ سب مجھ سے چھن جائے۔ خالی ہاتھ رہ جاؤں میں..... تم..... تم..... ماہا سلطان! تم مجھے پھانسی کے پھندے تک لے کے جانا چاہتی ہو ذلیل کروانے۔" وہ زہر خند لہجے میں کہہ رہے تھے۔

ماہا جیسے گھٹنوں کے بل گر پڑی۔

"ایسا نہیں ہے آغا میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ آپ مجھے چھوڑ دیں مگر اس طرح کے الزام مت لگائیں۔ خدا گواہ ہے اس بات کا میں نے ہمیشہ آپ کے لیے دعا کی ہے۔ آپ کے لیے صدقہ دیا ہے۔ میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔ آپ میرے ساتھ اس طرح نہ کریں۔ مجھے یوں ذلیل نہ کریں آغا میں برداشت نہیں کرتی آپ مجھ سے رابطہ نہیں رکھنا چاہتے نہ [illegible] بات نہیں کرنا چاہتے نہ کریں ملنا نہیں چاہتے نہ ملیں مگر میری محبت کی توہین نہ کریں۔ آپ اپنا خیال رکھیں [illegible] میں آپ کو بھی تنگ نہیں [illegible]۔" اس نے روتے ہوئے اعصاب کے [illegible] فون بند کر دیا۔

[illegible] وہ وہیں بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی اپنے کمرے [illegible] اس نے الماری کھولی اس کو [illegible] ہو رہی تھی۔ [illegible] چاہا وہ [illegible] ٹھنڈے پانی سے نہائے اس نے دیکھا الماری کا کھلا ہوا سفید سوٹ جو کہ اس نے اب تک نہ پہنا تھا کچھ سوچ کر اس نے وہ سوٹ نکال لیا اور باتھ روم میں چلی آئی۔ کافی دیر تک وہ نہا کر واپس آئی اس نے خود کو آئینے میں دیر تک دیکھا پھر اس نے کچھ ورڈز ٹائپ کیا فیس بک سے اپنا آئی ڈی ڈی ایکٹیویٹ کروایا پھر اس نے سیل سیٹ کیا تھا پھر وہ اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔ وضو کرنے کے بعد اس نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور دیر تک اپنے لیے معافی مانگی تھی۔

"میں کتنی پاگل تھی نا..... اپنے لیے شہرت مانگتی رہی وہ دوری کی اس نے اپنے ماں باپ کی نظروں میں اپنا اعتبار گنوا دیا..... میں نے اپنی زندگی تباہ کرلی اس شخص کے لیے اور اس نے مجھے ذلت کی کھائی میں گرا دیا۔ مجھے زندہ نہیں رہنا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ بیڈ پہ لیٹ کے بھی روتی رہی..... اس کے بازو میں شدید درد اٹھ رہا تھا۔ اس نے اپنی متاع گنوادی تھی۔ وہ چڑیا بننے کی بجائے سانپ بن گئی تھی جو دوسروں کے گھونسلے میں گھس کر بچے کھا جاتا ہے وہ مچھلی بن گئی تھی جس کو اس نے پانی سے باہر نکال دیا تھا اور اب وہ تڑپے جارہی تھی وہ کیا بنا گیا تھا اسے؟ ریسٹ ہاؤس..... جس میں اس نے تھوڑی دیر رک کر ریلیکس کیا اور پھر اسے یاد آ گیا کہ اس کا گھر بھی تھا..... اور وہ آخر کار پلٹ گیا تھا..... ماما نے بھی ٹھیک کہا تھا..... مرد چور دروازے ڈھونڈتے ہیں وہ بھی اس کا چور دروازہ بن گئی تھی۔ اور کسی کے گھر کی ملکہ بننے کے قابل اسے اس شخص نے قطعاً نہیں چھوڑا تھا۔ اس نے ماما کو استعمال کیا تھا ماما نے ٹھیک کہا تھا بالکل کسی ٹشو پیپر کی طرح..... ہاں اس نے ایسے ہی کیا تھا۔ وہ تو اس کا پاپا تھا آخر کار..... کتنا سچ کہا تھا ماما نے..... تھا تو آخر ایک مرد.....

بابا نے کہا تھا!

"بیٹیاں شہزادیاں ہوتی ہیں اور شہزادیاں کبھی اپنے وقار سے نیچے نہیں آیا کرتیں۔"

اور اس کی شہزادی اپنے وقار سے کس قدر گر گئی تھی صرف اس شخص کے لیے جس نے [illegible] کسی اور کے قابل چھوڑا وہ کیا بن گئی [illegible] ایک ملکہ سے گھٹ کر صرف ایک بھوکا [illegible] کیا تھا۔

آغا شاہ زمان نے اسے اس کے مقام سے کھینچا تھا اپنی کشش سے اور وہ کسی لوہے کی مانند جو مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے اور جب اس کشش کا دھاگہ ٹوٹا تو اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر خلا میں بکھر گیا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

اس کا بازو سخت درد کر رہا تھا۔ اور اٹھ کر کوئی دوا لینے کی اس میں ہمت نہ تھی۔ اسے ماما یاد آ رہی تھیں۔ اس نے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔ کئی قطرے اس کے گالوں پہ پھیل گئے۔ اس نے اپنی تیز ہوتی دھڑکن کے ساتھ سانس کھینچنا چاہا..... اس کی آنکھوں کے سامنے آغا کا چہرہ تھا اور ان کی مسکراہٹ..... اور وہ محبت اور پھر اسے پاپا کے الفاظ یاد آئے اور پھر ماما.....!

اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

بھول جائیں تو آج بہتر ہے
سلسلے قرب کے جدائی کے
بجھ چکیں خواہشوں کی قندیلیں
لٹ چکے شہر آشنائی کے
زندگی سے شکایتیں کیسی
اب نہیں ہیں اگر گلے تھے کبھی

❁.....❁.....❁

یہ ایک خوبصورت گھر کا منظر تھا۔ ٹی وی لاؤنج میں ایک شاندار [illegible] کا مالک شخص ایک بچے کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ٹی وی پر مصروف تھا مگر وہ بچہ بار بار اسے اپنی طرف متوجہ [illegible] اور پھر یکلخت اس کا ہاتھ رک گیا۔ ٹی وی چینل پر [illegible] کے نتائج کی تفصیلات دکھائی جارہی تھیں۔ اس نے ٹی وی کی آواز بڑھا دی۔

"ناظرین..... ہم اس وقت اس معصوم لڑکی کے گھر پہ ہیں..... جس نے اپنی ساری زندگی کی محنت اس امتحان کے نام کر دی مگر وہ اس کا پھل دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہ سکی۔" ماہا سلطان..... مقابلے کے امتحان میں اول پوزیشن لینے والی قابل لڑکی اب ہمارے درمیان نہیں ہے۔ اس رزلٹ کے آنے سے ایک دن پہلے وہ اس دنیا سے جا چکی تھی اس کے والدین جو کہ شدید غم کے عالم میں ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ پہلے ہی دل کے مرض میں مبتلا تھی۔ اس کی اچانک موت کی وجہ شدید اسٹریس سے ہونے والا ہارٹ اٹیک ہے..... شاید پاکستان کی تاریخ میں یہ وہ واحد لڑکی ہے جو اپنے اس اعزاز کو پانے کے لیے زندہ نہیں رہی۔"

عمر گزری ہے بہاروں کے سوگ میں ماجد!
میری لحد پہ کھلیں گے جاوداں پھول گلاب کے!

اب اس کا کمرہ دکھایا جا رہا تھا اور اس کے پاپا..... جو کہ پہلے سے بہت بوڑھے دکھائی دے رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ میکانکی انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے..... ان کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں..... ایسا کیسے ہوسکتا تھا کہ یہ سب ہوگیا اور وہ بے خبر رہے..... وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئے اور دروازہ بند ہوگیا۔

وہ کب سے ایزی چیئر پہ جھول رہے تھے۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا ایسے کیسے ہوسکتا تھا؟ وہ پاگل سی جنونی سی لڑکی مرگئی جسے وہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر وہ اس سے جدا ہوگئے تو مر تو نہ سکیں گے مگر سب کچھ چھوڑ کر کسی جنگل میں جا بسیں گے جسے وہ اپنی زندگی کہا کرتے تھے جس کی آواز سن کر وہ خود میں زندگی اترتی محسوس کرتے تھے جس کے علم اور جس کی ذہانت کے وہ مداح تھے جسے وہ "جونیئر شیکسپیئر" کہا کرتے تھے۔ اور جس کو انہوں نے کہا تھا کہ وہ اس سے ملے بنا تو شاید مر بھی نہ سکیں گے۔

اور جسے انہوں نے ہی کہا تھا کہ کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا..... وہ معصوم سی لڑکی! جس کو محبت کی راہ پہ لانے کے بعد انہوں نے اکیلا کردیا..... ؟ وہ لڑکی جو کہا کرتی تھی کہ میں آپ کے بغیر مرجاؤں گی..... اور وہ سچ کہتی تھی وہ مرگئی۔

اسے ہارٹ اٹیک نہیں ہوا تھا اسے تو ان کی بے وفائی مار گئی۔ وہ قاتل تھے اس کے۔ انہیں [illegible] یاد آئے ان کا کیا قصور تھا؟ وہ [illegible] تھے تو ماما بھی تو تھی جبکہ اس کا کوئی [illegible] تھا۔ اگر انہوں نے یہ پوسٹ محنت سے حاصل کی [illegible] تو چھین بھی کھایا تھا جبکہ وہ ساری زندگی محنت کرکے اس کا رزلٹ دیکھنے کو بھی زندہ نہ رہی تھی۔

وہ تو ہر لحاظ سے محفوظ تھے۔ نہ ان کے گھر میں کسی کو پتہ چلا تھا نہ ان کا کوئی نقصان ہوا تھا خسارے تو اس لڑکی کے حصے میں آئے تھے۔ پہلے ماں باپ کا اعتبار کھو کر شاید انہیں کھونے کی وہ ہمت نہ کرپائی تھی انہیں خاموشی سے اڑان آزادی دے کر وہ خودکشی میں جا سوئی تھی۔ اس نے کچھ نہ کہہ کر بھی انہیں وہ شکست دی تھی کہ وہ کھوکھلے ہوگئے تھے۔ زندہ تھے مگر

تو انقلاب رنگ میں مصروف اور ادھر!
کوئی تیرے جنون میں سیاہ پوش ہوگیا!

حالت مردوں سے بدتر ہوئی تھی۔ انہیں خود سے شرم آرہی تھی بے حد..... بے حساب انہوں نے کس قدر ظلم کیا تھا..... وہ کس قدر گھٹیا اور برے انسان تھے انہیں ضمیر کی عدالت سے کون بری کرے گا اپنے اعمال کا بوجھ دوسروں پہ ڈالنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

"اور ہر جان دیکھ لے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا آگے بھیجا؟" (القرآن)

وہ تو بڑے حساس خواب پرور اور نرم مزاج انسان تھے اور اب ان کا کردار گھٹ کر ایک بے حس ظالم اور خودغرض شخص کا رہ گیا تھا۔

ہاں..... وہ جسمانی طور پر تندرست تھے مگر روحانی طور پر [illegible] تھے [illegible] ان غلاظت کا ڈھیر تھا جبھی تو وہ [illegible] زندگی سے مطمئن نہ تھے۔ جبھی تو ذہنی [illegible] کے نام پر اس کے ساتھ بات کرتے [illegible]

[illegible] وہ ذہن کی چیز ہے جو انسان کو سب ہوتے ہوئے بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ چور دروازے اور ناجائز راستے استعمال کرے؟ وہ چیز صرف اور صرف دماغ کی گندگی اور اندر کی شیطانیت ہوتی ہے جو جائز حل موجود ہونے کے باوجود مطمئن نہیں ہوتی۔

انہیں اپنے نام عہدے خوبصورت شخصیت اور سب سے بڑھ کر اپنے اللہ سے بے حد شرم آرہی تھی۔

وہ میکانکی انداز میں اپنی جگہ سے اٹھے اور وارڈروب کی طرف بڑھے تھے۔

اگلی صبح کے اخبار میں ایک کالمی مختصر سی خبر لگی تھی۔

"سول سیکریٹریٹ کے سینئر آفیسر آغا شاہ زمان نے خودکشی کرلی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY